دُرِّ منظوم

(یعنی)

مجموعۂ قصائد

عالمِ ربّانی خطیبِ لاثانی علامہ مولانا سیّد وجاہت حسین صاحب ناظم مرحوم

باضافۂ مقدمہ

از نتائجِ اقلامِ مصورِ حقیقت ابو المعانی حکیم محمد باقر صاحب شمس لکھنوی

ملنے کا پتہ سید ریاض الحسن تاجر کتب چوک لکھنؤ

تاریخ شادی [illegible]

۸ شعبان المعظم [illegible] مطابق [illegible]

یوم جمعہ



سلطان الواعظین حضرت ناظم مرحوم لکھنوی

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلئے

عالم ربانی خطیب الثانی مولانا سید وجاہت حسین صاحب ناظم مرحوم (لکھنوی) خاندان اجتہاد کی وہ بےمثال فرد تھے جنکی نظیر اون کے مثال مین ناپید تھی، انکا ادبی جاہ و جلال اور علمی مرتبہ و مقام اپنے زمانہ مین مسلم تھا۔

آپکے نانا سلالۃ العلما مولانا سید غلام حسین ابن حضرت سلطان العلما ابن حضرت غفرانمآب تھے اور آپکے والد ماجد جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب مرحوم جناب غفرانمآب کے جد اعلیٰ سید نجم الدین سبزواری کی اولاد مین تھے۔

سید نجم الدین سبزواری اپنے زمانہ مین علامۂ روزگار فقیہ اور محراب عبادت مین ساری رات مصروف عبادت رہنے والے متقی[1] اور مشہور آفاق نبرد آزما شجاع بہادر تھے جن کی نظیر چشم فلک نے آج تک نہین دیکھی۔

سال ولادت حضرت ناظم مرحوم کی ولادت باسعادت ۶ ماہ صیام ۱۳۰۱ھ اودھ کے دار السلطنت لکھنؤ مین اسوقت ہوئی جبکہ خاندان اجتہاد مین حضرت تاج العلما جناب سید علی محمد صاحب قبلہ

---

[1] یہ مطلب تذکرۃ السادات سے اخذ کیا گیا ہے!

اور حضرت بحر العلوم جناب سید محمد حسین عرف علّن صاحب قبلہ، حضرت ملاذ العلما جناب
سید ابو الحسن عرف بچھن صاحب قبلہ، حضرت سید العلما جناب سید محمد ابراہیم صاحب قبلہ اور
حضرت عماد العلما جناب سید مصطفیٰ عرف جناب میر آغا صاحب قبلہ یہی حضرات پیرا آرائے کشور شریعت تھے۔

تعلیم آپکی ابتدائی تعلیم گھر ہی مین ہوتی رہی جب علم کا بڑھتا ہوا شوق مکان کی
چار دیواری سے باہر نکلا تو آپ اپنے خاندانی علما سے تکمیل علوم فرماتے رہے جن مین
سب سے زیادہ حضرت سلطان العلما و رئیس المجتہدین مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ دام ظلہ
سے استفادہ کا موقع ملا چنانچہ فقہ، اصول، منطق و فلسفہ کی تمام انتہائی کتابین آپ
ہی سے پڑھین جب خاندانی درسیات سے فراغت پائی تو لکھنؤ کے مشہور عربی مدارس
مدرسۂ ناظمیہ اور سلطان المدارس کے اعلیٰ امتحانات (ممتاز الافاضل و صدر الافاضل)
پاس کئے ابھی تھوڑے ہی دنون کے بعد سلطان المدارس مین ایک مدرس کی جگہ
خالی ہوئی جس کے لئے جناب ناظم مرحوم کا انتخاب کیا گیا اور آپ وہان بحیثیت
ایک قابل ترین مدرس کے درس دینے مین مشغول ہو گئے۔

حلیۂ مبارک چہرہ سے وجاہت خاندانی و علم و ورع کے آثار نمایان تھے، سوان چہرہ
کھڑا نقشہ۔ بڑی اور خوبصورت آنکھین۔ ستوان ناک۔ کشادہ پیشانی۔ بھرے ہوئے رخسار۔
گندمی رنگ۔ خشخشی سیاہ داڑھی۔ متناسب اعضا۔ فراخ شکم۔ متوسط قامت۔ رفتار مین
عالمانہ بردباری اور چہرہ اتنا وجیہ کہ اسم بامسمیٰ کہے جانے کے مستحق تھے۔

لباس آپ نہایت خوش پوشاک تھے۔ جاڑون مین مخمل۔ جامہ وار۔ سرج وغیرہ
کا لباس پہنتے تھے گرمیون مین تنزیب۔ جامدانی اور شربتی وغیرہ کا لباس استعمال

کرتے تھے۔ آپکی وضع خاندانی تھی اور ہمیشہ عالمانہ ہی لباس پہنا چونکہ فطرتاً آپ
شاعر تھے اور طبیعت مین شوخی کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی اس لئے بے ساختہ
اسکا مظاہرہ ہوتا رہتا تھا لیکن وقار علمی اور شان فضیلت انکو اس میدان
جولانی سے روکتی رہتی تھی چنانچہ آپنے اپنی طبیعت اور لباس کا فوٹو ایک مسدس
کے دو بندون مین نہایت لطف سے کھینچا ہے۔

حضرت عشق دیدنی تھی گرمیِ بازار نظم — باغبان سب ہین رضوان تھے مگر گلزار نظم
گو مجھے تعلیم فرمائے بہت اسرار نظم — پر مین ہون مجبور کر سکتا نہین اظہار نظم
لطف تو اس مے کا جب ہے جب پیے اچھی طرح
مین تو پیتا ہون چھپا کر خیر مخفی کی طرح

انکے ہر شاگرد کا پیمانہ دامن بستہ ہے — جس سے مانگی مے کوئی ساقی کی منزل دور ہے
بندہ اپنی ہی انداز وضع سے مجبور ہے — گو صراحی زیر دامان قبا مستور ہے
ساز و برگ میکشی اول تو باقی ہی نہین
اور اگر ہو بھی تو کیا جب کوئی ساقی ہی نہین

آپ اتنے جامہ زیب واقع ہوئے تھے کہ وہی ایک قبا اور وہی ٹوپی کسی کپڑے
اور کسی طرح کی بھی بنی ہوئی ہو لیکن آپکے جسم پر اگر ایسی موزون اترتی تھی
کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو قبا پہننے کا حق ہے اور قبا کو آپ سے عزت ہے۔

ذکاوت اگر یہ کہا جائے کہ ذکاوت ذہنی خاندان اجتہاد کا حصہ ہے تو بیجا
نہ ہو گا کیونکہ آج تک یہ دیکھنے مین نہین آیا کہ جسمین حضرت غفرانمآب کا خون

پاکیزہ شامل ہوگیا ہو وہ ذکی الذہن ہو۔ حضرت ناظم مرحوم بھی اس دوروتی
حصہ مین شریک تھے اور ایسے ذکی الذہن واقع ہوئے تھے کہ باتون باتون
مین وہ نکات علمیہ حل کرجاتے تھے جو بظاہر ایک لطیفہ ہوتے تھے لیکن
فی الواقع وہ ایک سبق آموز علمی یا اخلاقی مسئلہ ہوتا تھا جس پر ہر ایک کے
ذہن کا پہونچنا مشکل تھا۔

افتاد طبیعت آپکی طبیعت بے انتہا شگفتہ واقع ہوئی تھی اور اتنے خوش
گفتار تھے کہ جب کسی جگہ گفتگو شروع کر دیتے تھے تو حاضرین خود بخود متوجہ
ہوجاتے تھے اور آپکی گفتگو اگرچہ علمی ہوا کرتی تھی لیکن اتنی صاف اور دلچسپ
کہ ذی علم و کم علم مساوی حیثیت سے مستفید ہوتا تھا اور خواہ کتنا ہی طویل بحث
کیون نہو سننے والے کا جی نہ گھبراتا تھا بلکہ "ہل من مزید" کی آرزو رہتی تھی۔
آپ اسقدر شیرین گفتار تھے کہ روزمرہ کی معمولی بات چیت بھی احسن القصص کا
لطف دیتی تھی لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی آپکی مشہور ہے آپکے سیکڑون علمی و ادبی
لطیفے لوگونکی زبانون پر ہین اور اب تک لوگ لطف اندوز ہوتے ہین۔
ایک مرتبہ آپنے تفریحاً ایک قصیدہ عربی مین بے معنی نظم کیا تھا لیکن الفاظ
کی مناسبت اور ترکیب کی خوبی اور عربی کے سانچے مین ڈھلا ہوا
اسلوب یہ ایسی باتین تھین کہ بڑے بڑے علماء اسکا فیصلہ نہین کرسکتے تھے کہ یہ مہمل ہے
سنا جاتا ہے کہ یہ قصیدہ لکھنؤ کے بعض اکابر اہل علم کو سنایا گیا تو
لبا ن نے فرمایا کہ بظاہر اس کے مطالب بہت دقیق ہین۔

کالباس

جو جملے سمجھ مین نہین آتے مین غور کے بعد اس کا مطلب بتاؤنگا۔ افسوس ہے
کہ یہ قصیدہ ضائع ہوگیا مجھے صرف مطلع اس کا یاد ہے مطلع ؎

غر غوش ادراح و طرحجبا — لیست کنند وسیر الکراتب با

جس محفل مین آپ بیٹھ جاتے تھے اوس صحبت مین اگر مغموم و محزون بھی
ایک زندہ دل شخص معلوم ہوتا تھا آپ اپنے احباب سے نہایت خلق اور سادہ دلی سے
ملتے تھے حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور ہر دلعزیزی تو آپکو ہر طبقہ مین حاصل تھی۔ اوسی
نیک مزاجی اور ہر دلعزیزی کا یہ اثر ہے کہ انکے انتقال کو ایک عرصہ ہوگیا لیکن ابتک انکا
ذکر لوگونکے دلونکو غمگین اور آنکھونکو پر آب کر دیتا ہے۔
گویا یہ شیرینی آپکی جزو طبیعت تھی جسکے جوہر نظم مین اسیطرح کھلے کہ آپنے زمین شعر کے طبقہ مدح کو آسمان قصیدہ بنا دیا

طریقہ تدریس جناب ناظم مرحوم کو سلطان المدارس مین فقہ، اصول، فلسفہ، منطق،
ادب، صرف، نحو مین سے ہر ایک علم کی کتابین پڑھانا پڑتی تھین لیکن آپ کا
تبحر علمی کسی کتاب کو شمار مین نہ لاتا تھا آپکی تقریر اتنی صاف اور سلجھی ہوئی ہوتی
تھی کہ جس خوبی سے ادب، صرف و نحو کے مسائل ذہن نشین ہوجاتے تھے اوسی
عمدگی سے فقہ، اصول، منطق و فلسفہ کے مطالب بھی دل مین اتر جاتے تھے۔
اس تدریس مین آپکی ذکاوت نے یہ ایک نمایان خوبی پیدا کردی تھی کہ آپ
جب طلباء کو کسی مطلب کے سمجھنے مین دشواری ہوتی محسوس کرتے تھے تو اوس مطلب کو
اپنی بذلہ سنجی مین لاکے کسی لطیفہ کے ساتھ اسطرح بیان کردیتے تھے کہ کند ذہن
طالب العلم بھی اسی طرح سمجھ لیتا تھا جسطرح ایک تیز دماغ طالب العلم کو سمجھنا چاہیئے۔

واعظی صدیون سے واعظی ایسی پستی مین پڑی ہوئی تھی کہ واعظ منبر پر جاتا تھا اور کتاب کھول کے چند حدیثین بطور آموختہ دوہرا کر منبر سے اترتا تھا جسمین نہ تو سامعین کا دل لگتا تھا اور نہ وہ کوئی مفید بات مجلس سے لیکے اٹھتے تھے حضرت بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ نے اس انحطاط کو محسوس کر کے رنگ ذاکری بدلا اور تمہید مین تفسیر مناظرہ۔ علم کلام منطق و فلسفہ کے نکات علمیہ شامل فرما کر حدیث خوانی مین وہ روح پھونکدی جس نے اسمین لازوال زندگی پیدا کردی۔

حضرت بحر العلوم نے ذاکری کے معیار خوبی کو خوش الحانی سے منتقل کر کے تبحر علمی نکات ذہنی قرار دیا جو واعظین کی دماغی کسوٹی ہونے کے علاوہ علمی کسوٹی بھی بن گیا اور تبلیغ مذہب کا وہ بہترین ذریعہ نکل آیا جس سے بڑھ کر قیامت تک ہونا مشکل ہے۔

اگرچہ حضرت بحر العلوم اپنے زمانہ مین ایک جلیل القدر مرجع خلائق مجتہد گذرے ہین اور یہ مجتہدانہ زندگی خدمت دین و تبلیغ مذہب کے لئے کافی بھی تھی مگر ایک عالم ربانی و نائب امام نے یہ گوارا نہین کیا کہ انکے ہوتے حسینی مشن مین ضعف پیدا ہو اسلئے آپنے ذاکری مین ایسا انقلاب پیدا کیا جس نے دنیائے ذاکری کو کہین سے کہین پہونچا دیا اور تمام عمر مجتہدی و واعظی دونون کے ذریعہ سے تبلیغ مذہب و نیابت اہل بیت علیہم السلام فرماتے رہے۔

یہ انقلاب ذاکری لکھنؤ تک محدود نہ رہا بلکہ اسکے فوائد و محبوب القلوبی ہندوستان گیر ثابت ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام ہندوستان کے علماء واعظین حضرت بحر العلوم کی

تقلید کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جناب مرحوم کے بعد سے جس عالم یا واعظ نے حضرت بحر العلوم کا رنگ اختیار کیا وہ تو مقبول عام ہوا ورنہ ایک روضہ خوان سے زائد مرتبہ نہ پا سکا چنانچہ آج بھی ہندوستان کے مشہور مشہور علماء و واعظین اسی جادۂ عمل پر گامزن ہین اور جب سارے ہندوستان مین یہی رنگ محبوب و مرغوب قرار پایا تو مولانا ناظم مرحوم حضرت بحر العلوم کے خواہرزادہ ہوکر کیسے اس رنگ سے خالی رہتے چنانچہ انھون نے بھی یہی طرز واعظی اختیار کیا اور ایسی ایسی معرکہ آرا مجلسین پڑھین کہ یادگار زمانہ

جناب ناظم مرحوم کی آواز چھوٹی تھی لیکن طرز بیان ایسا دلنشین تھا کہ آپ کا ایک ایک فقرہ دل مین گھر کر لیتا تھا اور ایک ایک نکتہ سامعین پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتا تھا۔ آپکی خداداد طبیعت اور اسرار آشنا دماغ سر منبر ایسے ایسے مضامین قدسیہ اور نکات علمیہ پیدا کرتا تھا جس کا مثل پیدا ہونا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ سورۂ ہل اتی کے تیس آیتون مین محدود ہونے کا قرآن مجید کی آیہ من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا سے استدلال فرماتے ہوئے بیان کیا کہ سیدۂ عالم نے تین روز تین جو کو نکو اپنا حصہ یا ہر روز ایک روٹی یعنی تین روز مین تین روٹیان دین جب تین حسنہ کئے تو اسکا اجر کتنا ہونا چاہئیے؟ قرآن کی رو سے من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا، جو شخص ایک حسنہ کرتا ہے خداوند عالم اوسکے نامہ اعمال مین دس نیکیاں لکھتا ہے سیدہ نے تین روز تین روٹیان دین جس کے عوض مین تیس آیتون کا سورہ نازل ہوا ایسے در اس سے بہتر سیکڑون نکات ہین جو علامہ ناظم مرحوم نے

اپنے بعد والون کے لئے شمع راہ بنا کر چھوڑے۔

شاعری

خاندان اجتہاد کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اوس نے دیگر علمی خاندانون کی مستزاد دو طرح پر خدمت دین ادا کی ایک تو علوم اہلبیت کے ذریعہ سے اور دوسرے علم ادب کے ذریعہ سے اور جہان علما اتنے پیدا کئے کہ جس کی نظیر عالم کے خاندانون مین ملنا ناممکن ہے وہان شعرا بھی اتنے پیدا کئے کہ اگر ان سبکو ایک سلک مین منسلک کر دیا جائے تو ایک خاندان شاعری بھی بن سکتا ہے اسپر یہ خصوصیت رہی کہ شاعری کو تفنن طبع نہین قرار دیا بلکہ اسکے ذریعہ سے بھی ادبی ترقی اور مذہبی تبلیغ کیگئی حضرت غفرانمآب علیہ الرحمہ کے تذکرہ سے انکا مداح اہلبیت ہونا پایا جاتا ہے اور ایک فارسی کا قصیدہ بھی ملتا ہے۔ انکے فرزند اکبر حضرت سلطان العلما رضوانمآب کے ذوق شعری کا یہ عالم تھا کہ لکھنؤ کے مشہور ادیب جناب مفتی میر عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ آپکے نکات ادبی سے مستفید و مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ آپکے نظم کئے ہوئے اشعار جناب غفرانمآب کے امام باڑہ کے درون کی محرابون مین لکھے ہوئے تھے جو مرور زمانہ کیوجہ سے محو ہو گئے۔ انکے فرزند اکبر حضرت مصنف الدولہ شریف الملک مولانا سید محمد باقر صاحب بھی ایک کامل ادیب تھے اونکے صاحبزادے جناب مولوی سید محمد جعفر صاحب امید اپنے زمانہ مین مسلم الثبوت استاد گزرے ہین اور انکے صاحبزادے جناب مولوی بندہ کاظم صاحب جاوید مرحوم اس پایہ کے شاعر تھے کہ سرزمین لکھنؤ آپکی ذات گرامی پر ہمیشہ ناز کریگی اور زمانہ کے ورق پر آپ کے کمالات کا نقش نمایان رہیگا۔

جناب رضوانمآب کے دوسرے صاحبزادے خلاصۃ العلما مولانا سید مرتضی اعلی اللہ مقامہ ایک بلند پایہ شاعر تھے بیتین تخلص تھا بکثرت نوحے آپکے مصنفات سے موجود ہین آپکے صاحبزادے جناب مولانا محمد مصطفی صاحب جنت مآب جوہر مرحوم مسلم الثبوت اور کامل الفن استاد تھے حضرت جاوید مرحوم کو شرف تلمذ آپ ہی سے تھا اور آپکو حضرت امید مرحوم سے آپکے فرزند اکبر جناب مولانا سید عارف حسین صاحب مہر کو خاندانی علوم مین خاص تبحر تھا ذاکر بھی ممتاز تھے شاعری سے بھی کافی ذوق تھا یہ پہلے وہ شاعر ہین جنھون نے موجودہ طرز نوحہ خوانی کی بنا قائم کی اور ابتدا مین نظم کرنیکی ابتدا کی آپکی معرکۃ الآرا ابتدائی ماتم کا مطلع یہ ہے

سب اہل حرم کو قید مین غم کہ ہو گیا
مولا کی پیاری بیٹی کو بیحد قلق ہوا

انکے منجھلے صاحبزادے جناب سید احمد عرف اغن صاحب قیصر نہایت خوش فکر شاعر تھے اور چھوٹے بیٹے جناب سید حسین عرف بنے صاحب اختر بلا کے شوخ طبیعت تھے غزل مین مثل نہ رکھتے تھے انکا کمال کمسنی ہی مین مسلم ہو چکا تھا لیکن افسوس عمر نے وفا نہ کی اور عین شباب مین داعی اجل کو لبیک کہا

جناب رضوانمآب کے صاحبزادون جناب ملک العلما اور جناب سید عبد اللہ و جناب سید صادق و جناب سید غلام حسین طاب ثراہم کے متعلق تو البتہ نہین معلوم کہ یہ حضرات شاعر تھے یا نہین لیکن جناب سید غلام حسین صاحب مرحوم کی اولاد مین دو شاعر ہین ایک حضرت سلطان العلما رئیس المجتہدین مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ آپکا کمال شاعری مثل دیگر علوم مین اہلبیت کے اساتذہ فن کے نزدیک مسلم ہے دور فلک اپنی سیکڑون گردشون کے بعد بھی ایسا شاعر نہ پیدا کر سکیگا ہندوستان کے سرمایۂ افتخار ادیب جناب لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیز نے مجھسے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر تم کو جناب کے کچھ شعر یاد ہون تو پڑھو مجھے ایک مطلع اور ایک شعر یاد تھا عرض کر دیا جناب لسان الہند نے ان دونون شعرون کی بہت تعریف فرمائی اور

اثر پایا کہ یہ دونوں شعر شعرائے حال کی فکر سے بالاتر ہیں وہ دونوں شعر یہ تھے۔

مطلع سے ایک سانس لی کسی نے مرقد میں قیامت کی ؛ مٹی ابھر آئی ہے بیٹھی ہوئی تربت کی

شعر سے دل تھام لیا اپنا صحرا میں بگولوں نے ؛ "اٹھ بیٹھے جو گرد اٹھی بیٹھی ہوئی تربت کی"

جناب ناظم مرحوم کو شاعری میں بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا اور بحیثیت قرابت آپ جناب ناظم مرحوم کے حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں

دوسرے جناب علامہ ناظم مرحوم ہیں جنکے سوانح حیات لکھنا ہمارا نصب العین ہے

جناب رضوانمآب کے ساتویں صاحبزادے علامۂ روزگار مولانا سید علی اکبر صاحب مرحوم بڑے پایہ کے شاعر تھے آپکی کئی علمی و اخلاقی مثنویاں طبع ہو چکی ہیں اور نوحے بھی متعدد بیاضوں میں چھپ چکی ہیں۔

جناب رضوانمآب کے آٹھویں صاحبزادے جناب مولانا سید محمد علی صاحب مرحوم بھی ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ نوحے کہنا آپ کا خاص حصہ تھا۔

نویں صاحبزادے جناب رضوانمآب کے سرکار علامہ تاج العلما ہیں۔ آپکی سوانح عمری میں ہم نے آپکی شاعری سے کافی بحث کی ہے

جناب غفرانمآب کے تیسرے صاحبزادے جناب مولانا سید حسن صاحب مرحوم کی اولاد میں جناب مولانا حکیم سید علی صاحب آشفتہ بھی ایک با اقتدار شاعر ہیں۔ آپکو ادبی حلقوں میں خاص شہرت حاصل ہے۔ لکھنؤ کے شعرا میں آپکی شخصیت نمایاں ہے۔ حضرت جاوید مرحوم کی زندگی میں آپ اپنا کلام انکو دکھاتے تھے اور انکے بعد حضرت عزیز لکھنوی کے کمالات ادبیہ سے مستفید ہوئے لیکن اب آپ اپنا کلام کسی کو نہیں دکھاتے۔

جناب غفرانمآب کے چوتھے صاحبزادے جناب کہف العلما مولانا سید مہدی صاحب طاب ثراہ کے پوتے جناب عماد العلما مولانا سید مصطفےٰ المعروف بجناب میر آغا صاحب طاب ثراہ بھی شاعر تھے آپنے ایک زبردست مثنوی معجزات ائمہ میں نظم کی تھی اور نوحے بھی آپکے کثیر تعداد میں جناب قدوۃ العلما مولانا آقا حسن صاحب کے پاس موجود تھے۔ خود جناب قدوۃ العلما کو بھی شاعری سے کافی ذوق تھا آپنے بھی بکثرت نوحے تصنیف کئے لکھنؤ کی مشہور ماتمی انجمنوں کے نوحے جناب کی اصلاح سے مزین ہوا کرتے تھے۔

جناب غفرانمآب کے پانچویں صاحبزادے حضرت سید العلما علیین مکان طاب ثراہ خود تو شاعر نہیں تھے لیکن انکے فرزند اکبر جناب زین العلما عضد الدین مولانا سید علی حسین صاحب طاب ثراہ شاعر تھے اور انکے مجھلے صاحبزادے جناب سید صادق حسین صاحب مرحوم ایک باکمال شاعر تھے اور چھوٹے صاحبزادے خلاق مضامین جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب ماہر مرحوم اپنے رنگ کے موجد و خاتم تھے اس رنگ کا شاعر نہ انکے پہلے کوئی پیدا ہوا نہ انکے بعد جیسے جیسے مضامین عالیہ انکے دماغ سے ڈھل کے نکلتے تھے انکی نظیر متقدمین و متاخرین کسی کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔ انکی نازک خیالی اور مضمون آفرینی مسلم ہے۔

ملک کے مشہور ادیب جناب صفدر مرزاپوری مرقع ادب کے صفحہ ۷ پر تعارف کے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ "زبان انکی لکھنؤ میں بھی مستند مانی جاتی ہے"

انہیں جناب زین العلما کی اولاد میں جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب فاخر مرحوم اور جناب عمدۃ الحکما [illegible] سید فرزند حسین صاحب فاخر مرحوم کی شاعری بھی [illegible] تعارف نہیں

جناب دعبل ہند کو ہندوستان مین خاص شہرت حاصل تھی آپکا حلقہ تلامذہ اتنا وسیع ہے کہ شاید ہندوستان مین کسی شاعر کا ہوگا اور آپکا کلام تمام اصناف سخن مین موجود ہے افسوس کہ مضمون کے اختصار کا خیال اسکا بھی روادار نہین کہ خاندان اجتہاد کے شعرا کی صرف فہرست ہی سلسلہ وار پیش کیجائے اور ہر ایک کے کلام پر تبصرہ کیلئے تو یہ مضمون ہی نہین خاندان مین ابھی بہت شعرا ہین جنکا تذکرہ باقی ہے جنمین جناب سید ساجد علیصاحب متخلص بہ فہیم اور جناب سید صادق علی عرف چھنگا صاحب حسین مرحوم خاص طور سے قابل ذکر ہین اور جناب حسین قمر مرحوم کی شاعری تو معجزہ تھی۔

انہین سے بیشتر حضرات کی عمر مرثیہ گوئی و مداحی اہلبیت ہی مین تمام ہوئین اور اکثر حضرات اپنی اپنی طرز کے بادشاہ اور اپنے مخصوص رنگ مین منظر استاد گزرے ہین انھین حضرات مین جناب ناظم مرحوم بھی تھے جنکے خصوصیات شاعری کا اجمالی خاکہ کھینچنا منظور ہے۔

جناب ناظم مرحوم ایک حسّاس شاعر تھے جو مشق سخن کے زمانہ مین حضرت جاوید مرحوم سے اصلاح لیتے تھے لیکن انکے زمانہ حیات ہی مین استادی کا مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ آپ فنی حیثیت سے ایک مکمل استاد ہونیکے علاوہ ایک نازک خیال معنی آفرین بلند پایہ شاعر تھے اور باوجود صنف شاعری پر قدرت رکھنے کے قصیدہ مرثیہ اور نوحہ کے علاوہ کسی دوسری صنف مین اپنی عالمانہ وجاہت کیوجہ سے شعر نہین کہا لیکن جو کچھ کہا ہے اوس سے اونکی خوش گوئی اور قدرت شعری نمایان ہے ان تینون صنفون مین سے قصائد جو آپکی شہرت کے بال و پرواز ہین انکی خوش اسلوبی تو ضرب المثل ہے نوحے جو کچھ کہے اون کا وجود نہین ہے اور اگر کہین ہو تو ہمین اوس کا علم نہین مرثیہ پانچ چھ تصنیف کئے وہ بھی اپنے نام سے نہین کسی دوسرے شخص کے تخلص سے

انھون نے لکھنو کے حلقہ شاعری مین اون مرثیونکی وجہ سے تلاطم عظیم برپا کر دیا اور ہر کہ ومہ کو اپنا گرویدہ استحسان بنالیا۔

ایک عرصہ تک ہر طرف انھین کا ذکر ہوتا رہا بند کے بند لوگون کو زبانی یاد تھے۔ گلی کوچون مین یہی ذکر تھا۔

جناب رشید مرحوم نے مرثیہ مین بہار جس پایہ کی نظم ہے اوسکے بعد بہار کہنا آسان نہین لیکن جناب ناظم مرحوم کی رنگینی طبیعت نے وہ لال لال بھبوکا سے اغوانی پھول کھلائے جس سے چمن نظم کی رونق دو چند ہو گئی بہاریہ مضامین کو اس طرح روزمرہ کی بول چال اور نازک محاورات مین نظم کیا کہ یہ خزان خوردہ مضامین تر و تازہ ہو گئے انھون نے اس رنگ مین بھی کسی کی تقلید نہین کی بلکہ بقول انیسؒ "سب سے جدا روش مری باغ سخن کی ہے" انھون نے اپنے مرثیہ مین ایک نیا رنگ ایجاد کیا تھا انکے مرثیہ سننے سے معلوم ہوتا تھا کہ انھون نے شاعری "قدیم" مین اپنی نازک خیالی اور رنگین طبع سے ایک نئی روح پھونکدی پامال شدہ مضامین کو زندہ کر دیا بقول خاقانی "آز نخل خشک خوشہ خرما بر آوردم" اونکو عملی جامہ پہنا کے دکھا دیا۔

حضرت ناظم مرحوم کا کلام جن اصناف سخن مین موجود ہے اون سب پر تبصرہ کا ہم کو حق حاصل ہے لیکن ہم تو اونکی شاعری کی ابتدائی منزل یا اونکی ابجد شاعری یعنی صرف قصیدہ سے اسوقت ناظرین کا تعارف کرانا چاہتے ہین

قصیدہ کا معیار شاعری کی ابتدائی منزل غزل ہے یہ ایک ایسی صنعت سخن ہے جو شاعر بننے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ طبیعت کی ابتدائی مشق گاہ غزل ہے

غزل پر قدرت حاصل کرنے کے بعد انسان ہر صنف میں کچھ نہ کچھ نظم کر سکتا ہے لیکن جبتک غزل پر پوری پوری قدرت حاصل نہو اسوقت تک کسی اور صنف میں کہنے کی جرات نہیں کر سکتا اور اگر جرات بھی کرے تو کامیاب ہونا مشکل ہے۔

غزل کے بعد اور اصناف کا مرتبہ ہے لیکن قصیدہ گوئی کا معیار اتنا بلند ہے کہ جب شاعر تمام اصناف سخن پر قدرت حاصل کر لیتا ہے اسوقت قصیدہ کی طرف توجہ کرنیکی جرأت کرتا ہے اس لئے کہ صرف قصیدہ ہی ایسی صنف سخن ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی، معنی آفرینی، نازک خیالی، پختگی بندش، روانی کلام، قدرت الفاظ کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور یہ بغیر کہنہ مشقی کے ممکن نہیں۔ لیکن جناب ناظم مرحوم کی بلند ہمت طبیعت نے اپنے لئے پہلے ہی قصیدہ سی بلند معیار صنف کا انتخاب کیا جو انکی زور طبیعت کی دلیل ہے۔ ان کے خداداد زور طبیعت اور نازک خیالی و رنگینی طبع نے اس سنگلاخ زمین میں وہ وہ گلکاریاں کیں کہ طبقہ جنت بنا دیا اگر انکو رضوان فردوس قصیدہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا

پہلے ہم قصیدہ کے خصوصیات کو مختصر طور سے لکھتے ہیں اور مثال میں مولانا ناظم مرحوم کے اشعار پیش کرتے ہیں تاکہ تم فیصلہ کر سکو کہ ناظم مرحوم نے کس حد تک قصیدہ کے حدود میں رہکر اسکے خصوصیات کو نباہا ہے اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے ہم قصیدہ کا معیار قائم

قصیدہ کا معیار ہمیشہ انسان طبائع کے نشو و ارتقا، اور ان کے تہذیب و تمدن کی فراوانی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا ہے۔

ایام جاہلیت میں قصیدہ کا معیار یہ تھا کہ ابتدا میں تمہید کلام کے طور پر کچھ باتیں واقعہ نگاری کے عنوان سے نظم کرتے تھے خواہ اسمیں ریگستانی دھوپ اور

کڑاکے کی گرمی۔ اسمیں اونٹ یا خچر پر یا پیادہ سفر کے صعوبات ہوں یا حسن و عشق کی معاملہ بندی اس کے بعد اپنے مقصد کیطرف گریز۔ اس میں نہ تکلفات کا گزر تھا نہ تصنعات کا شائبہ۔ اسوقت قصیدہ کا یہی معیار تھا۔

اسکے بعد کے دور میں تمدن کا ستارۂ اقبال بام ترقی پر پہونچ گیا تھا۔ مزاجوں میں رنگینی، حقائق میں مجازات کی جلوہ گری پیدا ہوگئی تھی اسلئے تشبیب بھی انھیں چیزوں سے لبریز تھی اور اسلئے قصیدہ کا معیار بھی یہی قرار پایا تھا۔

زمانہ جاہلیت کے بعد والے دور نے معانی کی شانہ کشی کے ساتھ ساتھ الفاظ کی مشاطہ گری کی اور اس طرح لفظی صناعی نے زور پکڑا لہذا قصیدہ کا معیار بھی یہی قرار پا گیا پھر اسکے بعد قوت متخیلہ نے اپنا زور دیکھایا یہاں تک کہ معانی کا طرز ادا بھی بدلگیا اور ایہام و حسن تعلیل۔ مبالغات میں معانی نے جلوہ گری کی اور تشبیب نازک خیالیوں کی حامل قرار پا گئی کبھی بہاریہ مضامین سے تشبیب کو دلفریب بنایا گیا اور کبھی حسن و عشق کے دلچسپ افسانوں سے تشبیب میں جذب پیدا کیا گیا تصنعات و تکلفات کی بھی بھرمار ہوگئی گویا سیدھی بات کہنا لوگ بھول گئے اور قصیدہ کا معیار بھی یہی ہو گیا۔

اور ایک زمانہ وہ آیا کہ ایران میں تصوف کا دور دورہ ہو گیا لہذا تشبیب پر صوفیت کا رنگ چڑھ گیا فلسفہ و اخلاق کے مضامین نظم ہونے لگے جس کی بنا پر قصیدہ کا معیار شوکت الفاظ، جزالت، متانت قرار پا گیا خصوصاً مدح ممدوح میں۔

اردو میں قصیدہ گوئی نے جب سے رواج پایا یہی رنگ رہا اسمیں شبہ نہیں کہ قصیدہ گوئی کا جو حق تھا وہ اردو شعراء میں صرف مرزا سودا ذوق غالب مومن منیر نے ادا کیا ہے۔ لیکن اسکے بعد سے قصیدہ کا رنگ بدل گیا اور شوکت

وجزالت الفاظ کی جگہ الفاظ نازک جذبات لطیف نے لے لی اس لئے اردو کے دور حاضر کے قصیدہ کا ایک مخصوص رنگ ماننا پڑے گا کیونکہ اردو دانوں مین عربی۔ فارسی کی کمی اور حکمرانہ زندگی نے جذبات و احساسات کو اتنا نرم و نازک بنا دیا جس پر قصیدہ کا رنگ سابق گران گزرنے لگا اور جب ملک کا ماحول یہی بن گیا تو شعراء کو بھی مجبوراً اپنا رنگ بدلنا پڑا جسکی وجہ سے اردو قصیدہ کا طرز یہ ہوگیا کہ تمہید مین جس موضوع کی بھی تشبیب ہو اس مین رنگ تغزل ضرور جھلکتا ہے اور تغزل شوکت الفاظ کا متحمل نہین اس لئے تشبیب تغزلانہ قرار پائی جس کے بعد گریز اور وہین سے مدح۔

اردو کے شیعہ شعرائے مدح مین اکثر اہلبیت علیہم السلام کو اپنا نقطۂ مدح قرار دیا ہے اگرچہ یہ عمومیت نہین رکھتا لیکن مولانا ناظم مرحوم نے تو سوائے معصومین کے کسی کی مدح کی ہی نہین اور اس مدح گوئی یا اردو کے جدید طرز قصیدہ گوئی مین آپ کا مرتبہ بلند سے بلند تر ہے۔

آپکی ندرت تخیل، معنی آفرینی، جدت طرازی، دقت فلسفی، جذبات نگاری۔ نے اس مین کو چرخ چہارم پر پہونچا دیا ہے نہین سے ہر ایک پر ہم اجمالی روشنی ڈالتے ہین۔

ندرت تخیل شاعری صرف شعر نظم کر لینے کا نام نہین ورنہ جس شخص کی طبیعت مین فطرتاً موزونیت موجود ہے وہ شعر نظم کر سکتا ہے۔ اساتذہ کے دو چار دیوان دیکھنے کے بعد تخیلات ذہن مین آجاتے ہین الفاظ کی بعض ترکیبین بھی معلوم ہو جاتی ہین۔ انھین پرانی تخیلات کو اپنے الفاظ کا لباس پہنا کے ایک شعر کہہ لینا آسان ہے۔ لیکن تخیل مین ندرت پیدا کرنا انھین لوگون کا حصہ ہے جو دماغ فطرت نے اسی کام کے لئے بنایا ہے اور وہی حقیقی معنون مین شاعر کہے جانیکے مستحق ہین

در حقیقت شاعری کی تعریف جو اساتذہ نے کی ہے وہ صرف ندرت تخیل ہے خواہ نظم مین ہو یا نثر مین یعنی صرف ندرت تخیل ہی حقیقی شاعری ہے جس مین کلام موزون یا غیر موزون کی کوئی قید نہین اور یہی کلام عنصر یا جوہر لطیف ہے۔

جناب ناظم مرحوم کے کلام مین ندرت تخیل کے بیش بہا جواہر ودیعت ہین جن کو جوہرین پرکھ سکتے ہین۔

مثلاً یہ شعر

خوشی کے جوش سے بحر جہاں مین ہے یہ طغیانی — کہ چھلکا چاہتا ہے گوہر خوش آب کا پانی

موتی کی آب یا موتی کا پانی ایک مشبہات ہے لیکن اس شعر مین جو ندرت ہے ارباب بصیرت سے مخفی نہین۔ یہی سے ملتی جلتی ہوئی صورت جدت ادا کی ہے۔

جدت ادا پرانی تخیل کو جدت ادا سے اس طرح کا لباس پہنانا کہ اس مین تازگی پیدا ہو جائے ایک دشوار گزار مرحلہ ہے جسے ارباب معنی خوب جانتے ہین۔

حضرت ناظم مرحوم کے کلام مین شاید ہی کوئی پرانی تخیل ایسی ملے کبھی تکلف وجدت ادا کے خوش نما زیور سے آراستہ نہو مثال کیلئے اس شعر کو دیکھو۔

اور چلی ٹھنڈی ہوا زنجیر دیوانون نے کھڑکائی — بہار آئی زمین چھڑ گئین دست گریبان مین

رنگ نسیم بہار مین دیوانون کی وحشت مین ترقی زنجیر کے کھڑکنے کی آواز دست وحشت کا شور کر بیان پر حملہ کس شاعر نے نظم نہین کیا بلکہ کسی شاعر کی کوئی غزل مشکل سے ایسی ملے گی جس مین دو چار شعر اس قسم کے موجود نہون لیکن جناب ناظم مرحوم نے کہ نضمون مین وہ طراوت پیدا کی ہے جس کی تعریف نہین ہو سکتی۔

سر اعین پھر گئین ہا اس جملہ نے جو حسن پیدا کیا ہی اوسکی خوبی ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں

بہت شہرہ سنا تھا زندگی مین صبح محشر کا
مگر پایا وہی جو ہو چکا تھا شام ہجران مین

شبہائے ہجر کی سختیون کا روز قیامت کی سختیون سے کس نے مقابلہ نہین کیا لیکن طریق ادا ہی تو ہے جو پرانے مضمون کو نیا بنا دیتا ہے۔

خدا رکھے مری تربت کے اس ٹھکرانیوالے کو
ملی مجکو لحد مین راحت گہوارہ جنبانی

معشوق کا عاشق کی تربت کو ٹھکرانا کسقدر پرانا مضمون ہے اور کس کس طرح نہین نظم کیا گیا لیکن شائد ایسی جدت طرازی کسی نے کم کی ہوگی۔

معشوق کی ٹھوکر سے زمین یا تربت عاشق کا الجھانا تو پرانا مضمون ہے لیکن تربت کے ہلنے سے گہوارہ جنبانی کا مزہ ملنا بالکل اچھوتی بات ہے۔

جدت ترکیب الفاظ

شاعر جب شاعری کے تمام اول و آخر کے مرحلون کو طے کر کے معراج کمال پر پہونچتا ہے اور الفاظ پر اتنی قدرت حاصل ہو چکتی ہے کہ وہ نظم تلاش الفاظ کی محتاجی نہ رہی جو لفظ جہان کے لئے مناسب ہو بے تکلف آجائے اسوقت یہ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ الفاظ کی قدیم و جدید ترکیبین مساوی حیثیت رکھتی ہین یعنی جس طرح قدیم ترکیبین حسب موقع صرف کرنے پر قدرت رکھتا ہی اسیطرح نئی ترکیبین ایجاد کرنے مین بھی تکلف نہین ہوتا اور اس حسن کے ساتھ کہ جب ایک لفظ کے بعد دوسری لفظ آتی ہے خواہ وہ نئی ترکیب کی ہو یا پرانی تو خوبی نشست سے ایک ترشا ہوا نگینہ معلوم ہوتی ہے۔

تصرف الفاظ اور خوبی نشست کا اعلی مرتبہ یہ ہے کہ جو لفظ جہان پر صرف

ہو جائے معلوم ہو کہ اسی جگہ کیلئے خلق ہوئی ہی اور اگر بدل دو تو تخییل بھونڈی اور بھیانک ہو جائے مثال کے طور پر اس شعر کو دیکھو۔ ساقی سے خطاب ہے۔

بچا لے تیغ ناکامی سے ساغر دیکے فدیہ مین
منائی دل مین اسمٰعیل حسرت کی ہے قربانی

شعر مین فدیہ۔ منیٰ۔ اسمٰعیل۔ قربانی۔ ان مناسبات لفظی کے علاوہ ندرت تخییل کا جوہر لطیف بھی موجود ہے۔ جدت ادا کو دیکھو کہ ساغر کس لطف سے طلب کیا ہی۔ جدت ترکیب الفاظ کے زور کا یہ عالم ہے کہ اگر منائی دل یا اسمٰعیل حسرت سے دل یا حسرت کی لفظ بدل دو تو تخییل بھونڈی ہی نہین بلکہ مہمل اور بے معنی ہو جائیگی۔

یہی ایک شعر ندرت تخییل، معنی آفرینی، نازک خیالی، بلند پروازی، جدت ترکیب الفاظ، خوبی نشست الفاظ، روانی کلام، قدرت تصرف الفاظ، پختگی بندش سبکو ثابت کرتا ہے اور یہ اونکے کلام کی خصوصیت ہی کہ ایک ایک شعر بیشتر محاسن شعر کے جوہر سے لبریز ہوتا ہے۔ ایک شعر مین متعدد صنعتوں کا پیدا کرنا انھین کا کام تھا۔

مضمون آفرینی

زور طبیعت اور عروج فکر کی انتہائی منزل کمال شاعری اور بلند نظری کا آخری زینہ۔ معنی آفرینی ہے۔

جب قوت فکری معراج کمال کے آخری نقطہ پر پہونچ جاتی ہے۔ اسوقت متخیلہ کے زور کا یہ عالم ہوتا ہی کہ نئے نئے مضامین کا اختراع کرتا ہے شاعری مین اس سے بڑھکے کسی خصوصیت کا مرتبہ نہین۔

یہ شرف حضرت ماہر مرحوم کے ساتھ مخصوص ہو گیا کہ انھون نے جیسے جیسے مضامین عالیہ پیدا کئے

ان کا مثل نہ انکے پہلے تھا نہ انکے بعد۔ انکی جدت طرازی اور انکی معنی آفرینی، نازک خیالی مسلم ہے۔ انھون نے ایک موقع پر دریا کی لطافت کو پیش نظر رکھکر جزر و مد کی تصویر کھینچی ہے جس کی مثال انکے قبل و بعد ملنا ناممکن ہے۔

جزر کو یون دکھلاتے ہین سے جو آئی آنکھوں مین خنکی تو گھٹ گیا پانی۔

اور مد کو اس طرح ثابت کرتے ہین سے چھلک پڑے جو ذرا موتیون کی آب بڑھے

سبحان اللہ! کیا تخیل ہے اور کیا حسن ادا جس پہ بلاغت سو جان سے نثار ہے۔

حضرت ناظم مرحوم کے قصائد اس حیثیت سے بھی بلند پایہ رکھتے ہین۔ ان کے قصائد مین بہت سے اشعار ایسے ملینگے جنکی نظیر مشکل سے کہین نظر آئیگی۔ نمونہ کے طور پر اس شعر کو دیکھو

شعر سے چڑھی سر مین نشہ آنکھین کھلین روشن حقیقت ہو ۔ شراب سرخ بنجائے چراغ شام تنہائی

تصرف الفاظ کی قدرت اور تخیلہ کا زور دیکھو کہ اُس نے مجاز کو حقیقت کر د[یا] شراب کا کام ہی مدہوش کرنا اور اس لئے وہ آنکھون پر پردہ ڈالنے والی اور نظر کے سامنے ظلمت کو بڑھانیوالی ہے۔ لیکن شراب حقیقت جس کا تذکرہ بلند نظر ناظم کو مقصود [ہے] وہ آنکھون پر سے پردون کو ہٹانیوالی اور چشم بصیرت کو کھول کر اسرار حقیقت کو روشن کرنیوالی ہے اور اس اعتبار سے وہ رند کے لئے چراغ شام تنہائی ہے جس [سے] تاریکی کے پردے دور ہوتے ہین۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ شراب اپنی سرخی اور چمک دمک کی بدولت چراغ سے شباہت بھی رکھتی ہے اور اس لئے تخیل ظاہری و باطنی حیثیت سے مکمل صورت رکھتی ہے۔

جذبات نگاری

عشقیہ شاعری کا مصرف جذبات نگاری سے بہتر کوئی نہین لیکن [یہ]

ہر شخص کا کام نہین۔ اس کے لئے ذوق سلیم کی ضرورت ہے خیالات مین ابتذال و سوقیت کا شائبہ بھی نہو ورنہ شعر کہین سے کہین پہونچ جائیگا۔ یہی وہ دریا ہے جس مین ابتذال و سوقیت کے تباہ کن بھنور اپنی طرف کھینچتے ہین اور کنارہ ذوق روحانی اور وجدان سلیم کے پر فضا گلشن سے پر بہار ہے۔

ابتذال و سوقیت کے گرداب سے دامن بچا کے کنارے تک پہونچ جانا بہت نازک اور دشوار گزار مرحلہ ہے۔ بڑے بڑے سیاح اور بڑے بڑے غواص اسکی کوہ پیکر لہرون کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

جذبات نگاری کی تعریف یہ ہے کہ جو باتین ارباب نزاہت مین فطرتاً ہوتی یا ہو سکتی ہین انکو اسطرح نظم کرنا کہ آنکھون کے سامنے تصویر کھنچ جائے دلی جذبات و احساسات مین تلاطم و ہیجان عظیم برپا جائے ذوق روحانی اسی لذت سے چاشنی گیر ہونے لگے عالم خیال کی محویت کوئی حد باقی نہ رہے بلکہ عالم خیال سے نکل کے عالم حس مین آجائے اور نگاہین اوسکا ادراک کرنے لگین یہ شاعری کا اعجاز اور شاعر کا کمال قوت متخیلہ کا انتہائی زور عروج فکر کی آخری منزل۔ قدرت الفاظ کا بہترین ثبوت ہے اس لئے کہ جذبات نگاری کا انحصار دو باتون پر ہے ایک یہ کہ قوت متخیلہ ذوق سلیم کی آغوش مین منازل عروج طے کر کے آخری منزل پر پہونچ جائے۔

دوسرے یہ کہ دماغ مین الفاظ کا کافی ذخیرہ ہو تصرف الفاظ کا بہتر سے بہتر سلیقہ موجود ہو شاعر جس مفہوم کو ادا کرنا چاہے اس کے لئے مناسب الفاظ کی تلاش مین دقت نہو ورنہ مطلب فوت ہو جائے گا اور شعر مہمل۔

حضرت ناظم مرحوم کے دیوان قصائد مین اس قسم کے صدہا شعر ملینگے اونکی طبیعت کو ایسی شاعری سے خاص مناسبت تھی۔ مجھے دو ہی شعر یاد ہین۔

شعر- یہ بچپن ہی کہ خود تو ملتے آنکھ بکے بیٹھے ہین   مگر تصویر پوشیدہ کئے لیتے ہین دامان مین

باکمال شاعر نے بچپن کے الھڑپن اور اوسکی بے ساختہ اداؤن کی ایسی پیاری تصویر کھینچی کہ اگر غور کرو تو واقعہ عالم حس مین معلوم ہونے لگے نہین تو کم سے کم اتنا تو ضرور سمجھ مین آئیگا کہ دیکھی ہوئی بات ہے اور دلی جذبات و احساسات کا سمندر مضمون طوفانی ہے بیگا اللہ ری قوت نظم

یا یہ شعر ؎

یہ کیون گھبرا کے سوتے سوتے پوچھا کیا بجا ہوگا   مرے سجان سحر ہو ہم خود اُٹھ کر تجھے جگا دینگے

شب وصل پچھلے کو معشوق کا گھر جانیکے لئے جلدی کرنا اور اسکے اضطراب کا عالم کس نے نظم نہین کیا لیکن جس خوبی سے حضرت ناظم مرحوم نے اس منظر کی تصویر کشی کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ماضی قریب مین گزر چکا ہے۔

ہم کو افسوس ہے کہ ہم ناظم مرحوم کے قصائد کی سیر اس نظر سے ضیق وقت کیوجہ سے نہ کر سکے صرف یاد سے کام لیا ہے تم ہر قسم کی مثالین اونکے قصائد سے نکال سکتے ہو!

مشکل پسندی

قصیدہ کی صفت اور مصنف کی قدرت اور کمال شاعری کا نمونہ یہ یہ ہے کہ قصیدہ کی تشبیب مین یہ معلوم ہو کہ بات سے بات خود بخود نکلتی چلی آتی ہے جسمین نہ کسی قسم کا تصنع ہو نہ بنوٹ۔ نشست الفاظ ایسی سجی ہوئی ہو کہ کوئی مصرع ڈھونڈا اور بعد انہو جائے کلام مین روانی ایسی ہو کہ آمد ہی آمد معلوم ہو۔ آورد کا کہین شائبہ بھی نہو۔ قصیدہ مین سب سے زیادہ نازک اور دشوار مرحلہ یہی ہے۔

ان باتون کے نباہنے کی آسان صورت یہ ہی کہ طرح ایسی منتخب کیجائے جس مین قوافی بکثرت ہون اور ردیف نہو تو ممکن ہی کہ قصیدہ شروع سے آخر تک ایک ڈھال اتر جائے لیکن یہ بھی ہر شاعر کے لئے نہین بلکہ بعد حصول کمال اور اس سے زیادہ کمال کا ثبوت یہ ہے کہ قصیدہ مردّف کر دیا جائے لیکن قوافی آسان و بکثرت ہون اور کمال کا آخری نقطہ یہ ہی کہ ردیف بھی مشکل تلاش کیجائے اور یہین قصیدہ اپنے حقیقی معنون کہا جائے اسی کا نام زور طبیعت اور مشکل پسندی ہے۔

حضرت ناظم مرحوم نے ایسی ایسی مشکل زمینون مین داد شاعری دی ہے جس سے اونکے کمال کا اندازہ ہو سکتا ہے سمجھنے کے لئے ان قصائد کو دیکھو۔

(۱) یہ گھٹتی ہی بہار ایسی خزان کی گت بنا دینگے

(۲) بہار آئی ہے ہین طغیانیان خون رگ جان مین

اسی طرح تیسرا قصیدہ ہے جسکے مطلع کا مصرع اول یہ ہے

؎ سفینہ آگیا ہے دل کا بحر مئے کے طوفان مین

(۳) ہوا گردونیہ کعبہ کی طرف پھر ابر تر پیدا

اس سے زیادہ مشکل مرحلہ گریز کا ہے اس کی اعلیٰ تعریف یہ ہے کہ مصرع اول تک تشبیب ہو اور مصرع ثانی سے گریز۔

جناب ناظم مرحوم نے اس فرض کو بھی جس خوبی سے انجام دیا ہے اوس سے اونکی قدرت شعری نمایان ہے۔

اس دیوان کا تیسرا قصیدہ تمہید یہ ہے۔ ہجر معشوق مین دل کی جو حالت ہوتی ہے

اسکو نظم کیا ہے مصرع اول تک تشبیب ہے اور مصرع ثانی سے اس طرح گریز کرتے ہین ؎

ہجوم رنج و غم بھی باعث تقویت دل تھا — شکست شیشۂ دل سے صدائے یا علی آئی

اسیطرح ساتوان قصیدہ خطابیہ ہے اسمین ساقی سے خطاب ہے پہلے مصرع تک یہی عنوان ہے دوسرے مصرع سے گریز ہے ؎

تنور جام سے جوش آیا یون مے کی طغیانی — غدیر خم مین جا نکلے سفینہ ہو کے طوفانی!

دقت فلسفی

علامہ ناظم مرحوم کی بات جست اکثر فلسفہ و منطق کے اہم مسائل کی سنجل ہوا کرتی تھی جو اہل علم کے لیے یاد رکھنے والا درس اور کم علم لوگون کے واسطے ایک لطیفہ۔ یہی رنگ شاعری مین بھی تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل علمیہ اسطرح نظم کرتے تھے کہ ایک کم علم کو بھی سمجھنے مین دقت نہین ہوتی تھی چاہے وہ اسکو مسئلہ علمیہ سمجھ کے نہ سمجھے بلکہ بجائے خود ایک لطیف بات یا صاف شاعری جیسے یہ شعر ؎

زمین ہر چیز مین روح نباتی پھونکے دیتی ہے — ذرا ٹیکا عصا اور پھوٹ نکلین کونپلین ڈالی

روح نباتی کیا چیز ہے؟

حکما کے نزدیک روح نباتی جوہر ارضی ہے۔

مثال کے طور پر سمجھو کہ جب دانہ نبات زمین کے اندر پہونچتا ہے تو زمین کے جوہر لطیف کو جذب کرتا ہے اسی سے اسمین نمو کی قوت پیدا ہوتی ہے اور چند روز مین ایک درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اگر دانہ زمین کے اندر نہ جائے بلکہ سطح ارض ہی پر رکھی رہے تو ہرگز اسمین نمو کی قوت نہین پیدا ہو سکتی اسوجہ سے کہ زمین

اسمین روح نباتی نہین پھونک سکتی لیکن جب دانہ زمین کے اندر پہونچ جاتا ہے تو جوہر ارضی کو جذب کر کے بڑھتا ہے تو اب یہ قوت جو اسمین پیدا ہوئی یعنی "روح" یہ درحقیقت وہی زمین کا جوہر ہے جو روح نباتی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

جناب ناظم مرحوم نے اس دیوان کے دوسرے قصیدہ کی بہاریہ تشبیب مین یہ شعر نظم کیا ہے

زمین ہر چیز مین روح نباتی پھونکے دیتی ہے — ذرا ٹیکا عصا اور پھوٹ نکلین کونپلین ڈالی

بظاہر تو شعر مین شاعرانہ مبالغہ کا جوہر کار فرما نظر آتا ہے لیکن درحقیقت اسمین فلسفہ کے اول الذکر مسئلہ کو حل کر کے شاعرانہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ جب زمین کے اندر نبات پہونچتی ہے اسوقت وہ اسمین روح نباتی پھونکتی ہے۔ لیکن آج زمین کی یہ حالت ہے کہ ہر چیز مین روح نباتی پھونکے دیتی ہے یہان تک کہ اگر ایک ذرا عصا بھی ٹیکو تو ڈالی کونپلین پھوٹ نکلین۔

مین اوپر کہین کہہ آیا ہون کہ جتنے عناوین مین نے قائم کیے ہین ان دس قسم کی صدہا مثالین حضرت ناظم مرحوم کے دیوان قصائد کی سیر سے تم بآسانی نکال سکتے ہو۔

یہ دیوان جو اسوقت ہم ناظرین کے فائدہ عام کے لیے دنیائے مطبوعات مین پیش کرتے ہین دس قصیدون پر مشتمل ہے۔ پہلے دو قصیدے جناب رسالتمآب کی شان مین ہین۔ اسکے بعد پانچ قصیدے امیر المومنین کی مدح مبارک مین ہین۔ اسمین ایک قصیدہ ایسا بھی ہے جو نہایت پریشانی کے عالم مین نظم کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ جناب ناظم مرحوم نے اپنے بہنوئی جناب مولانا سید محمد عرف آغا جون صاحب قبلہ کی فرمائش پر جبکہ وہ کہین باعث

قیام فرماتے نظم کیا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس خط کو نقل کریں جو جناب ناظم مرحوم نے قصیدہ کے ساتھ لکھا تھا۔ اس خط سے نظم کے وقت کی پریشانی کا اندازہ ہوگا اور معلوم ہوگا کہ جناب ناظم مرحوم کے اقتدار شاعری کا کیا عالم تھا۔ ایسے وقت میں قصیدہ نظم کرنا انھیں کا کام تھا۔

نقل خط

جناب برادر معظم دام ظلہٗ — بعد تسلیم واضح ہو کہ یہاں سب خیریت ہے اور خیریت آپکی مطلوب ہے۔ اچھبو سلمہ خلل میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اطبا جواب دیچکے تھے۔ بردِ اطراف۔ سقوط بعض۔ غورِ علینین سب کچھ ہو چکا تھا۔ دماغی حالت بھی خراب ہو گئی تھی مگر اب فی الجملہ امید ہوئی ہے دعا کیجئے آج بارہ روز کا زمانہ ہوا کہ کسی کے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں اس حالت میں آپکی فرمائش میرے حسب دلخواہ کیونکر پوری ہوتی مگر تعمیلاً للحکم آج شب کو یہ چند شعر کہہ دیئے ہیں نظر ثانی کی نوبت بھی نہیں آئی۔ اس وقت ایک لفظ بدل دی ہے۔ اچھی طرح فکر بھی نہیں کر سکا۔ جس کے سامنے پڑھیے گا میرا عذر بیان کر دیجیگا۔ ممکن ہے کہ کوئی سقم رہ گیا ہو۔ باقی سب خیریت ہے اپنی خیریت سے مطلع کیجئے۔

سید وجاہت حسین ناظم ۲۶ رجب ۱۳۰۰ھ

اچھبو صاحب جنکا ذکر خط میں ہے یہ جناب ناظم مرحوم کے حقیقی بھانجے[1] تھے اور ایک ہی گھر میں

[1] لکھنؤ کے محاورہ میں بھتیجہ کو بھانجہ کہتے ہیں ۱۲

رہتے تھے ایسا مریض گھر میں موجود اس میں فرمائش کی تعمیل ظاہر ہے کہ قصیدہ جس عالم میں نظم کیا گیا اور پھر ایسا زبردست قصیدہ اسی سے انکی قادر الکلامی اور کمال شاعری کا پتہ چلتا ہے۔

اس قصیدہ کے صرف دو شعر ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ حضرت ناظم مرحوم کے ارتجالیہ قصیدہ کے زور کا کیا عالم ہے۔

(۱) بتول پر گرمہ نظر ہی گا اپنی دست و بازو پر — ذرا دیکھیں تو ان بچہ کے تیور دیکھنے والے

(۲) فدائے دست و بازو دیکھو الٹ دینا نہ دنیا کو — کلائی اپنی اور جبرئیل کے پر دیکھنے والے

آٹھواں قصیدہ بھی امیر المومنین ہی کی شان گرامی میں ہے لیکن گریز واقعات کربلا کی طرف ہے۔

نواں قصیدہ میں حضرت سید الشہداء روحی وارواح العالمین لہ الفداء کی مدح ہے۔

دسواں قصیدہ حجت منتظر امام ثانی عشر عجل اللہ ظہورہ کی مدح مبارک میں ہے

ان قصائد میں اکثر قصیدہ ایسے ہیں جن کے درمیان میں غزل بھی ملے گی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب ناظم مرحوم بہت شوخ طبیعت شاعر تھے جس سے انکو غزل کہنا اگر چہ تھی لیکن انکی عالمانہ وجاہت اسکی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ کوئی غزل کو بھی کہیں لہٰذا انھوں نے صرف قصیدہ کی صنف اختیار کی۔ لیکن وقت نظم اپنی طبیعت سے مجبور ہو جاتے تھے اسوجہ سے انکے قصیدہ میں غزل بھی نظر آتی ہے۔

تصانیف درس و تدریس میں اشتغال کیوجہ سے انکو تصنیف و تالیف کا موقع بہت کم ملا پھر بھی ۴۳ سال کی مختصر عمر میں چند بے نظیر کتابیں تصنیف فرما گئے۔ جو علمی

سرمایۂ حیات مین بہترین اضافہ کہی جا سکتی تھین۔ آپنے پہلے پہل اردو وہ بھی ابتدائی دور زندگی مین کتاب "نظم الکلام فی شرائط الامام" نہایت محققانہ انداز سے لکھی تھی۔ جسپر حضرت سلطان العلماء رئیس المجتہدین مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہٗ اور حضرت عالم ربانی محقق لاثانی مولانا سید کاظم حسین صاحب قبلہ دام ظلہٗ اور حضرت سند العلماء الاعلام مولانا سید علی حسن صاحب قبلہ مرحوم جائسی ایسے حضرات نے نہایت زوردار تقریظین تحریر فرمائی تھین۔

دوسری کتاب اثبات وجود حضرت حجت عجل اللہ ظہورہ مین لکھی تھی جس مین حضرت کا وجود اور اسکی ضرورت عقلی دلائل سے ثابت کیگئی تھی۔

اسکے علاوہ مواعظ و مجالس کی کئی جلدین تیار ہو گئین تھین جن مین ہر علم کے بیش بہا لالی مصؤنہ ودیعت تھے۔

افسوس ہے کہ یہ کتابین کسی ایسے ہاتھ مین پڑ گئین جس نے ان بیش قیمت جواہر پارونکو پردۂ خفا مین چھپا رکھا ہے۔ خداوند عالم اسکو توفیق کرامت فرمائے کہ وہ ان کتابون کی اشاعت کیطرف متوجہ ہو۔

تلامذہ آپکے تلامذہ کی فہرست بہت طویل الذیل ہے لیکن اس موقع پر صرف بعض نامآور افراد کے اسماء درج کئے جاتے ہین۔

(۱) جناب مولانا شیخ محمد مصطفٰے صاحب جوہر صدر الافاضل — مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
(۲) جناب مولانا یوسف مرزا صاحب صدر الافاضل — مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ
(۳) جناب مولانا شیخ محمد بشیر صاحب صدر الافاضل — پرنسپل مدرسۂ عباسیہ پٹنہ

(۴) جناب مولانا احمد حسن صاحب پیشنماز مقیم حیدرآباد دکن
(۵) جناب مولانا سید اکبر صاحب پیشنماز افریقہ
(۶) جناب مولانا ابوالفضل صاحب صدر الافاضل
(۷) جناب مولانا محمد عادل صاحب عادل صدر الافاضل مدرس سلطان المدارس لکھنؤ
(۸) جناب مولانا حکیم غلام رضا صاحب صدر الافاضل
(۹) جناب مولانا بندہ حیدر صاحب صدر الافاضل
(۱۰) جناب مولانا حکیم سید محمد صاحب صدر الافاضل غازی پوری
(۱۱) جناب مولانا حکیم سید مقبول حسین صاحب صدر الافاضل
(۱۲) جناب مولانا سید کلب تقی صاحب مرحوم
(۱۳) جناب مولانا سید بخشش حسین صاحب منشی کامل عالم۔ فاضل۔ (الہ آبادی)
(۱۴) جناب مولانا سید محمد نقی صاحب صدر الافاضل دبیر کامل۔ مولوی فاضل
(۱۵) جناب مولانا حکیم علی حیدر صاحب صدر الافاضل
(۱۶) جناب مولانا حکیم محمد محسن صاحب صدر الافاضل
(۱۷) جناب مولانا سید علی داور صاحب صدر الافاضل (معین العلماء) نبیرۂ مجدد شریعت حضرت غفرانمآب
(۱۸) جناب مولانا سید سجاد حسین صاحب صدر الافاضل
(۱۹) جناب مولانا خواجہ عترت حسین صاحب صدر الافاضل
(۲۰) جناب مولانا حکیم شیخ محمد حسنین صاحب صدر الافاضل دبیر کامل فاضل ادب۔ مقیم رنگون
(۲۱) جناب مولانا عباس احمد صاحب صدر الافاضل

[1] آپ نہایت ذکی الذہن تھے علم و تقدس مین اپنے امثال مین بے نظیر تھے ہندوستان کی تعلیم ختم کرکے عراق تشریف لیگئے تھے اور وہان کئی سال تک مقیم رہکر اکابر علمائے سے افادہ و برکات کرتے رہے لیکن افسوس ہے کہ اس پھلتے ہوئے پودے کو جس سے خاندان کی بہت کچھ امیدین وابستہ تھین دور فلک نے بوقت خزان رسیدہ کر دیا جبکہ ثمر آنیکا زمانہ قریب آپہنچا تھا اور بتاریخ ۲۵ رمضان ۳۱ھ کو انتقال فرمایا جوار ابی عبداللہ الحسین علیہم السلام مین دفن کئے گئے جس نے آپکو حیات جاوید کا مالک بنا دیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۲۲) جناب مولانا حکیم ابن حسن صاحب صدر الافاضل شمس پوری
(۲۳) جناب مولانا حکیم صفدر نواب صاحب صدر الافاضل
طبیب خاص مہاراجہ صاحب محمود آباد
(۲۴) جناب مولانا حکیم حیدر نواب صاحب
(۲۵) جناب مولانا سید محمد حسن صاحب صدر الافاضل
خلف جناب مولانا سید ہادی صاحب قبلہ (متعلم عراق)
(۲۶) جناب مولانا محمد مرتضی صاحب مولوی فاضل
پروفیسر تردا ہائی اسکول
(۲۷) جناب مولانا سید محمد اطہر صاحب صدر الافاضل
(۲۸) جناب مولانا مرزا محمد اصغر صاحب صدر الافاضل
(۲۹) جناب مولانا منظور حسین صاحب صدر الافاضل
(۳۰) جناب مولانا ابرار حسین صاحب صدر الافاضل

وفات

ابتدائے جمادی الثانی مین مرض حبس البول مین مبتلا ہوئے جب کسی تدبیر سے پیشاب نہ اترا تو عمل جراحی کیا گیا۔ اس نشتر نے رشتۂ حیات کو قطع کر دیا یعنی نشتر کے بعد جو ٹانکے دیئے گئے تھے وہ کسی تیھری حرکت سے ٹوٹ گئے جسکے صدمہ سے ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ ۳۴ سال کی عمر مین ضعیف باپ اور بڑے بھائی کے سامنے دنیا کو ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا اور اعزہ و احباب کو داغ مفارقت دے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جناب قدوۃ العلماء مولانا سید آقا حسن صاحب اعلی اللہ مقامہ سخت علیل تھے جسوقت جناب ناظم مرحوم کے انتقال کی خبر ہوئی تو آپکو اس مایۂ صد فخر و ناز ہستی کے کم ہو جانے کا اتنا قلق ہوا کہ بے اختیار ہو کر رونے لگے اور دیر تک افسوس کر کے روتے رہے۔ اور اسی رنج و غم کی حالت مین فی البدیہہ تاریخ وفات ارشاد فرمائی۔

تاریخ وفات

کل تو آئے تھے مجھے دیکھنے کو   دفعۃً مر گئے ناظم کیسے ؟
۱۹۲۵ء

ہندوستان کے شعراء کی کثیر جماعت نے وفات کی تاریخین نظم کین ہم اختصار کے خیال سے صرف مداح آل محمد جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی کی تاریخ پر اکتفا کرتے ہین۔

قطعۂ تاریخ!!!

جناب ناظم علامۂ عصر   اٹھے دنیا سے اور جنت مین آئے
جمادی الثانی اور روز نہم تھا   جہان سے عالم راحت مین آئے
بلند آواز اعمال حسن تھی   فضائے گلشن رحمت مین آئے
میان خلد تھی اجداد طاہر   انھین کے جذبۂ الفت مین آئے
فقیہ و شاعر مداح یکتا!!!   کہ ممدوحین کی صحبت مین آئے
کھلین آنکھین پئے دیدار حیدر   فنا کے بعد جب تربت مین آئے
قصیدہ ہاتھ مین منھ پر ہنسی تھی   خدا کے پاس اس صورت مین آئے
زبان پر مدح نظم و نثر مین تھی   میان خلد اسی حالت مین آئے

سنی تاریخ اور نکلا دل زار!!
یہ باب علم کی خدمت مین آئے
۱۳۴۴ھ

جناب ناظم مرحوم نے اپنے بعد کے لئے کوئی اولاد نہین چھوڑی۔ آپکے بڑے بھائی جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول علامۂ مولانا سید کاظم حسین صاحب قبلہ دام ظلہ اسوقت موجود ہین اور آپکی ذات گرامی خاندان کے لئے

بقلم اپنی جانب



مصور حقیقت ابوالمعانی
مولانا حکیم سید محمد باقر صاحب شمس لکھنوی

—o—

خامشی پردۂ تصویر مین یہ کہتی ہے
نغمے بیچین ہین سینے سے نکلنے کے لئے
(شمس)

باعث صد فخر و ناز ہے۔ فلسفہ و منطق مین آپ اسوقت ہندوستان مین متفرد ہین
آپکی علمی قابلیت کا سکہ اسوقت اہل علم کے قلوب پر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ اسوقت ہندوستان
بیشتر دعوی داران اجتہاد سے بدرجہا قابل ترین۔ خداوند عالم آپکا سایہ
مومنین کے سرون پر قائم رکھے۔ فقط والسّلام

ذلیل و حقیر بہترین ہیچ ناچیز شمس لکھنوی

۲۰- مارچ سنہ ۱۹۳۳ء

؎ دیکھو تاریخ العلما مطبوعہ اثنا عشری پریس دہلی

درج معانی

تہنیت ولادت حضرت سرور کائنات ﷺ

مبارک ہو مبارک اے جوانان گلستانی
وہ دیکھو آرہا ہے ابر برساتا ہوا پانی

چلی ٹھنڈی ہوا بازار فصادونکا گرمایا
رگ ہستی میں دوڑا خون شوق بچالا بانی

اصول عاشقی اوراق گل میں بلبلیں پڑھیں
گلستان میں کھلا ہے مکتب تعلیم نسوانی

صبا آخر اڑا ہی لے گئی خوشبو گل تر کی
تھی نرگس آپ ہی مخمور کیا کرتی نگہبانی

شجر گردوں سے باتیں کر رہے ہیں بے زبان ہو کر
درختوں میں ہوا نے پھونک دی ہے روح حیوانی

کھلائے نامیہ کے فیض نے یہ گل زمانے میں
کہ شاخ بارور بن بن گئے خار بیابانی

زمین ہر حجر میں روح نباتی پھونکے دیتی ہے
ذرا اسکا عصا اور پھوٹ نکلیں کونپلیں ہانی

تن آیا ابر بہار تن وہ سبزہ لہلہا اٹھا
گیا موسم خزان کا سوکھے دھانوں میں پڑا پانی

غشی سے آنکھ نرگس نے بھی کھولی وہ بھی چھینٹوں سے
ہیں بوندیں اوس کی یا قطرہائے آب حیوانی

کسی مہوش کی زہریلی نگاہیں قہر ڈھاتی ہیں
کئے دیتی ہیں اس سبزے کو کاہی جو کہ تھا دھانی

روش کی آڑ میں ہر سمت وہ جھرمٹ حسینوں کا
ہے اپنے عہد کا ہر ایک گویا یوسف ثانی

کوئی نرگس کو اپنی مدھ بھری آنکھوں سے تکتا ہے
کوئی بکھرائے گیسو تو کوئی ہے سنبلستانی

یہ مانا حسن بڑھ جاتا ہے کچھ بالوں کے کھلنے سے
مگر دیکھو کہیں کن آنکھوں سے زلفوں کی پریشانی

کہیں عشاق شوق قتل میں سر خم کئے حاضر
کسی مہوش کے نازک ہاتھ میں تیغ صفاہانی

نمک پاشی کوئی کرتا ہو زخم دل پہ ہنس ہنس کے | کوئی لذت کش گریہ ہو محو اشک افشانی
کسی نے پھول چنکر اپنے بستر پر بچھائے ہین | کسی کے اشک خونی سے ہوا ہو فرش افشانی
یہ آسایش کوئی انگڑائیان لے لیکے سوتا ہو | کوئی محبس مین کروٹ لے نہین سکتا بآسانی
اسیران قفس گھٹ گھٹ کر کہین فریاد کرتے ہین | لگا دے آگ نہ نہین ذرا اے سوز پنہانی

قدم رنجہ یہان بھی ایکدن ۔ یہ بھی ہو گھر اپنا | قفس کی بھی خبر لیلے ذرا اے خانہ ویرانی
عجب کیا گر بنے باغ خلیل اعجاز موسم سے | کئے جاتا ہے نہین لے آہ شرربار آتش افشانی
ذرا اے موسم گل دل کے زخمونکو ہرا کر دے | اسیران قفس بھی دیکھ لین سیر گلستانی
یہ محویت گلستان جہانکی سیر مین ناظم | یہ غفلت آسمان کے دور مین اے وائے نادانی

چمن کی سیر کبتک پڑھ ذرا تحریر پیشانی
خط قسمت کا سرنامہ ہو نقش خانہ ویرانی

محیط دہر مین غافل کہان تک بہتا جائیگا | ز پرکار فلک بیرون توانی رفت نتوانی
شب مہتاب مین کبتک سمان دیکھے گا گلشن کا | سوئے گور غریبان چل جو کچھ ہو جذب روحانی
وہان کا بھی تو عبرتناک منظر دیکھ لے چلکر | نظر آتا ہے ذرہ ذرہ مین جہان کے عالم فانی
وہ پچھلی رات کی چپ چپ وہ سناٹا زمانے کا | وہ شمعونکی سر گور غریبان اشک افشانی
وہ آثار سحر وہ جھلملانا شمع تربت کا | نکلنا وہ کسی کا گھر سے بہر فاتحہ خوانی
کہین تو جل اٹھے ہین اور کہین کمہلا گئی ہین گل | اثر آہین بھی رکھتی ہین بقدر سوز پنہانی
وہ نالے ان دلونکے جنکا دم گھٹتا ہے تربت مین | اثر مین جس طرح ڈوبی ہوئی فریاد زندانی

مریکان اپنے عاشق کی لحد تمنے نہ پہچانی
وہی تربت تھی جسپر رو رہی تھی خانہ ویرانی

نہ پڑھتے فاتحہ دم بھر لحد پر بیٹھ تو جاتے | ہمین تم یاد بھی کرتے نہ کرتے اشک افشانی
ارے او جانیوالے ایک ٹھوکر تو لگاتا جا! | اسی رفتار کا کشتہ ہون مین نے چال پہچانی
خدا رکھے مری تربت کے اس ٹھکرانیوالے کو | ملی مجکو لحد مین راحت گہوارہ جنبانی
جو دل ہوتا تو دکھاتا زیر پا مجبور ہون لیکن | کہ اجزائے لحد مین مل گئے اجزائے جسمانی
کہان تم اور کہان تربت میری کیونکر ہوا آنا | کھنچی ہے قبر کے تعویذ پر تصویر حیرانی
یہ درد انگیز قصہ سنکے ناظم دم الجھتا ہے | کرو کچھ اور باتین داستان غم ہے طولانی
بامید شفا ساقی سے درد دل کہو اپنا | سنا ہے وہ مسیحائی مین بھی رکھتا نہین ثانی

نہونگے کارگر ساقی اصول طب یونانی
بجھیگا آتش تر سے ہمارا سوز پنہانی

بچا لے! تیغ ناکامی سے ساغر دیکے فدیہ مین | بنائے دل مین اسمعیل حسرت کی ہے قربانی
ابھارا قلقل مینا نے کیا کیا جرم رندانہ ہین | نہ حال دل کہا ساقی سے ہم نے وائے نادانی
نہین ڈر کاتب اعمال کا پی تو بھی اے واعظ | ہوائے دل کے جھونکون نے اڑا دی فرد عصیانی
حریص مے کو خالی جام دیکر ہنس نہ اے واعظ | وہ خود ہی کھینچ لیگا مے بزور جذبہ روحانی
نگاہ گرم ساقی سے تڑق جاتے ابھی شیشے | تری پہونچا نہ دیتا گر ہماری آنکھ کا پانی
نہ غش آجائے موسی کیطرح ہشیار اے ساقی | سر طور زبان پھر دیکھ ایک مطلع ہے نورانی

بڑھا دے بحر مے کی ساقیا اسدرجہ طغیانی
کہ پہونچے خانۂ کعبہ مین کشتی ہو کے طوفانی

ہمیشہ آجکی تاریخ وان ایک جشن ہوتا ہے | ملائک منتظم ہین اور خدا اس جشن کا بانی

خدانے کی ہی قائم یادگار اسکی ولادت کی
کہ جسکے دم سے قائم ہو گئے ارکان ایمانی

چل اے ساقی سعادت آج کی وان دیکھنی ہوگی
ذرا دیکھین بہار مولد محبوب سبحانی

ملائک بھی ائمہ بھی رسل بھی جمع سب ہونگے
فضائے عالم امکان مین یہ جلسہ ہے لاثانی

خدانے خلد سے سامان زینت کا کیا ہوگا
فلک سے ابر فیضان کر رہا ہوگا دُر افشانی

شمس الشموس

در تہنیت ولادت حضرت خاتم النبیین صلعم

میرے ساقی ذرا اک جام بھر دے آب کوثر سے
نہ رد کے حرص سے توبہ اثر سے پھر میخوار کیون بچے

پلادے آج وہ جام مئے حب نبی مجکو
کہ بیہوشی مین بھی غافل نہون مدح پیمبر سے

تعلق دل کا کہتا ہے کہ چل بھی وہ ہے میخانہ
اگر بچھڑ دیا مئےکش کا نہین چلتا مقدر سے

کہے دیتے ہین ہم مئےکش بھی ہین پیرو بھی احمد کے
ہمین کیا فکر توبہ کی ہمین کیا کام محشر سے

سنادون آج مین روشن دلونکو اک مطلع
چمک مین جو سوا ہو مطلع خورشید خاور سے

تعلق ہے مجھے کو یہ شراب روح پرور سے
اشارے مین نظر کے مئے چھلک جائیگی ساغر سے

بہت مجمع تھا لیکن مین شرابی خلد تک پہونچا
ملا کیا راستہ سیدھا مجھے میدان محشر سے

ابھی تو گرمئ جوش محبت سے ترق جائے
تری لیتے نہ یہ شیشے جو میرے دیدۂ تر سے

وضو دیتے ہین شیشے وہ رکھے ہین سامنے ساغر
مجھے خمخانہ اے ساقی! نظر آتا ہے منبر سے

کسی بحر کرم کی موج اب لازم ہے اے ساقی!
سوا کر دے طبیعت کی روانی آب کوثر سے

شکست توبہ کی بنیاد قائم ہو رہی ہے
کوئی ساغر جو میخانے مین لڑ جاتا ہے ساغر سے

قیامت ہے تو ہولے شوق دل یون بھی نکر لے
پتا پوچھینگے کوثر کا شفیع روز محشر سے

سحر ہونیکو ہے نغمہ سرا ہے باغ مین بلبل
حسینان چمن اٹھتے ہین اب پھولونکے بستر سے

اسی سے خاص شبنم کا بھی رونا بے محل ٹھہرا
ہنسی کی اک ادا ظاہر ہوئی ہے ہر گل تر سے

جہان نہین آمد آمد ہے گل باغ نبوت کی!
ہوا ہے ہر شجر آراستہ پھولون کے زیور سے

ڈبوئے ہین اسقدر شبنم نے چھینٹے رنگ کھلنے کو
چھلک آیا لہو آخر کو رگہائے گل تر سے

یہ ہے فصل بہاری کیون چلا آیا گلستان مین
لئے لیتے ہین گل رنگینیان طاؤس کے پر سے

گرے پڑتے ہین گل قبائین لٹی جاتی ہین نسرین
خدا محفوظ رکھے اس نسیم صبح کے شر سے

ذرا دل کو سنبھالے جائیگا اپنے گلشن مین
ہوا کی چال بھی کچھ کم نہین رفتار دلبر سے

کسی کے عشق مین دل جل رہا ہے اسکا بھی دشمن
کہ دیکھا ہے شرر اکثر نکل آتے ہین پتھر سے

کسی کے عشق ابر دنے لگا دی آگ پانی مین
ہوئین چنگاریان جوہر کی ظاہر آب خنجر سے

گلے کٹوا لئے خود مچھلیون نے شوق مین آکر
مشابہ ہو گئین پانی کی موجین کس کے خنجر سے

ڈپٹے اور لین آب زر مین رنگ کے موجین
ہوا ہے سرخ پانی نہر کا عکس گل تر سے

ہوا ہے کون پیدا نور ہے کس کا یہ عالم مین؟
صدا صلّ علیٰ کی آج کیون آتی ہے ہر گھر سے

یہ کس کے نام مین اتنی کشش ہے کون ہے ایسا؟
یہ کس کے شوق مین موتی ابھر آئے سمندر سے

کسی مقبول باری سے مزین ہونیوالے مین
یہ ظاہر ہو رہا ہے رونق محراب و منبر سے

قطعہ

ہوئے ہین آج پیدا صاحب معراج دنیا مین
زمین پر تہنیت کو جبرئیل آئے فلک پر سے

بچھا رکھے اسی امید پر حورون نے دل اپنے
عجب کیا ہے کہ وہ دلدار آنکلین خلد سے

یہ پہونچا حکم خالق کا شب میلاد جنت مین
کہ ہون آراستہ حور و ملائک جامۂ زر سے

ہوا ہی آج جو پیدا اُوسے معراج بھی ہوگی | سنوار دو اک براقِ خاص کو پھولوں کے زیور سے
کہو رضوان سے جلدی باغ کو آراستہ کر دے | رنگے پھولوں کے جامے سُرخیٔ یاقوت احمر سے
بچھا دے چادرین آبِ روانی گرد کوثر کے | بلورین جام رکھدے جلد دھو کر آبِ کوثر سے
بڑھاتا ہو اگر سنبل کو خوشبو اپنی زلفوں کی | تو چھانٹے کہکشان کو آج گیسوئے معنبر سے
فلک پر جلوہ گر ہون جلد قندیلین کواکب کی | بچھا دے چاندنی کا فرش کہدو ماہِ انور سے
نچھاور جو ہوا تھا زر شبِ معراج احمد پر | بنائے خالقِ افلاک نے تارے اُسی زر سے
جہانمین جب نظر آنے لگا نورِ رُخِ احمد | مبارکباد کی آنے لگی آواز گھر گھر سے
پہنکر زعفرانی خلعتِ پرنور دن آیا | کیا کالی ردا کو لیلیٔ شب نے جدا سر سے
لطافت اسکو کہتے ہین کہ سایا بھی نہین پڑتا | بھلا کیا نسبت آئینہ کو ہے جسمِ پیمبر سے
بڑھا یا خوب رتبہ کعبہ کا ان کی عبادت نے | بتوں کے جھک گئے سر نعرۂ اللہ اکبر سے
نسیم صبح آئی ہے یہ ہم سبکو خبر دینے | ہوا ہی حکم اس محفل مین بھی ابرِ کرم برسے
دہن۔ ابرِ کرم کے موتیوں سے آج سب بھر لین | نکالین اپنے منھ کو مچھلیان پانی کی چادر سے

کیا ہی ہوشیاری سے یہ ذکرِ بیکسی ناظم
صلا مدحِ پیمبر کا لیا ساقیٔ کوثر سے

ضیاء بیت اللہ

دستائش و تفصیل واقعہ ولادت حضرت امیر المومنین ؑ

فلک پر دودِ آہِ عاشقان یون گھٹا چھائی | اسی معشوق لیلیٔ وش نے جیسے لٹ بکھرائی
اُٹھی کالی گھٹا گر دو نسیم پھر فصلِ بہاری مین | دعا مستونکی ہے ساقی پلا کر جام صہبائی

طبیعت جوش مین ہی آج ایسی مئی کا ساغر دے | کہ جسکے قطرہ قطرہ مین ہو جزر و مد دریائی
چڑھے ہو سر مین نشہ آنکھین کھلین روشن حقیقت ہو | شراب سُرخ بنجائے چراغ شام تنہائی
مرے جاتے ہین تیری حسرتِ دیدار مین مئیکش | چکھا دے شربتِ دیدار و دستِ خج دارائی
ترے ہی ہجر کے مارے ہین ہم تو ہی جلا بھی دے | ارے او قاتلِ عالم دکھا دے اب مسیحائی
پلا کر دیدے شراب ایسی کہ جسکو پھول کہتے ہین | تری خست پہ مجکو شرم غنچون کو ہنسی آئی
تعلق کوئی دیکھے تو شرابِ روح پرور کا | ادھر ساغر مین مئے چھلکی لبوں پر جان آ جڑی
پسینہ آگیا خمِ رنگین ٹوٹین مرے دل کی | مرے ساقی نے شاید لی بھری محفل مین انگڑائی
صراحی سرکشی کرتی نہ کیون کر مجھسے محفل مین | جب آئی سامنے میرے تو کھنچکر خود شراب آئی
سناؤن اور ایک مطلع کہ دشمن بھی جگر شادان ہو | طبیعت جوش مین آئی طبیعت جوش مین آئی

لگا دی آگ دل مین آئی جب دم شام تنہائی
دھوان اٹھا میرے دل مین جو اُسنے زلف بکھرائی

مجھے اب تاب ضبطِ نالہ و شیون نہین باقی | بھر آیا دل نجانے بیٹھے بیٹھے لہر کیا آئی
یکایک جیسے تیرِ عشق نے برما دیا دل کو | ہٹی الجھن وساوس دل مین اُبھرے طبع بھر آئی
بس اتنا تو نظر آیا میری چشمِ تصور کو | کہ آکر سامنے سے ہٹ گیا اک ست رعنائی
اُدھر وہ آنکھ سے اوجھل ہوا یان میری نظرون مین | زمانہ ہوگیا تاریک مثلِ شامِ تنہائی
سمندِ فکر پھر جولان گہِ عالم مین دوڑایا | مگر خاکِ قدم تابکی ڈھونڈے سے نہ ہاتھ آئی
تصور دشت گردی کا نہ تھا اعجاز سے خالی | کہ جس نے مجھسے گھر بیٹھے جہان کی خاک چھنوائی
تعجب تو یہی ہے جسکی صورت بھی نہ دیکھی ہو | محبت مین اوسکی روز و شب ہے دشت پیمائی

بتا اے حسرتِ دل کیا جہاں میں بھی ہوتا ہے
کہ بے دیکھے کسی پر کوئی ہو جاتا ہے شیدائی

ہجومِ رنج و غم بھی باعثِ تقویتِ دل تھا
شکستِ شیشۂ دل سے صدا یا علی آئی

مرے زخموں نے آنکھیں کھولدیں نام علی سنکر
دلِ مردہ کی حسرت بن گئی چشمِ تماشائی

علی وہ جسنے کی مشکل کشائی انبیا کی بھی
علی وہ قبلِ آدم جس نے اپنی شان دکھلائی

یہ وہ مشکل کشائے خلق ہے جس کے تصدق سے
بھری یعقوب کی نورِ نظر ملنے سے بینائی

ملی تھی بطنِ ماہی سے نجات اسوقت یونس کو
اسی مشکلکشا کی جب قسم خالق کو دلوائی

انھیں کے فیض سے بھڑکی ہوئی آتش بنی گلزار
نجات انکے تصدق میں خلیل اللہ نے پائی

جگہ دی کوہِ جودی نے وفورِ شوق سے سر پر
قریبِ غرق کشتی نوح کی طوفان میں جب آئی

انھیں کا نام کندہ تھا انگوٹھی پر سلیمان کی
حکومت ایک زمانہ کی اسی سے انکو ہاتھ آئی

اسی شیر کے پنجہ سے سلماں کو چھڑایا تھا
عرض وہ کون ہے جسکی مدد اسنے نہ فرمائی

کروں قطعِ نظر اس سے سناؤں اور اک مطلع
بس اے ساقی ہٹا لے سامنے سے جامِ صہبائی

بروزِ جمعہ جب ماہِ رجب کی تیرھویں آئی
تو اپنے نفس سے کعبہ کی زینت حق نے فرمائی

مفصل حال پیدائش کا شہ کی نظم کرتا ہوں
کہ ہوں مست آج محفل میں شہِ دین کے تولائی

لکھا ہے جب ہوا بنتِ اسد کو دردِ زہ عارض
دعا تب جا کے کعبہ میں یہ خالق سے فرمائی

قسم ہے تجھکو اسمعیل و اسحاق و سلیمان کی
قسم دیتی ہوں اوسکی جسکو دی تو نے مسیحائی

خداوندا کروں میں التجا تیرے سوا کس سے
غیاثی انت یا رحمٰن الٰہی انت مولائی

بحق یوسف و یعقوب و ادریس نبی یارب
تصدق اسکا جس پر تو نے آتش سرد فرمائی

تصدق آدم و الیاس و ہارون و موسیٰ کا
طفیل اون سب کا جتنے انبیا تھے تیرے شیدائی

صعوبت آچکے دن کی باآسانی ہو طے یارب
مدد کر میری اے خالق دکھا دے شانِ یکتائی

غرض دکھلانہ جب اپنی دعا کا ان وسیلوں سے
تو مانی فی الفور اسنے حق کی قسم خالق کو دلوائی

دعا بنتِ اسد کی ختم بھی ہونے نہ پائی تھی
کہ آواز ادخلی فی کعبتی کی کان میں آئی

یہ سنتے ہی وہ پہلے شکر کا سجدہ بجا لائیں
نظر اب سوئے کعبہ کی تو اک دیوار شق پائی

ہوئیں بنتِ اسد کعبہ میں داخل حکمِ خالق سے
سوا مریم سے رتبہ میں ہوئیں یہ حق کی شیدائی

ولادت لم یلد کے گھر میں نفسِ اللہ نے پائی
علی نے کی مکانِ لامکاں کی عزت افزائی

ہوا کعبہ میں یہ مہرِ امامت رات کو طالع
جہاں میں نورِ وجہ اللہ پھیلا صبح جب آئی

ولادت ایسے عابد کی ہوئی معبود کے گھر میں
ابھی تک بھی جبیں سجدے میں حق کے جھکنے پائی

ہوا شیرِ خدا بنتِ اسد کے بطن سے پیدا
مبارک ہو محمد کو کہ پایا خیر سا بھائی

رہیں بنتِ اسد بھی تین دن تک گھر میں خالق کے
مگر چشمِ مبارک مرتضیٰ نے وا نہ فرمائی

لکھا ہے مادرِ حیدر چلیں کعبہ سے جو چوتھے دن
طبیعت اونکی آنکھوں کے نہ کھلنے سے تو گھبرائی

ادھر کعبہ سے نکلیں یہ علی کو لیکے ہاتھوں پر
ادھر دی خود ادا تو جانِ احمد پہ یہ آئی

کہ استقبال کو تم جاؤ میرے گھر سے آتا ہے
خدا قسیم نصیری کا تمہارا ابن عم بھائی

امین وحی سے یہ سنکے نکلے ہی تھے پیغمبر
کہ تنویرِ رُخِ پُرنورِ وجہ اللہ نظر آئی

لیا بڑھکر نبی نے قوتِ بازو کو ہاتھوں پر
یداللہ فوق ایدیہم کی یوں تفسیر فرمائی

کہا ہے بابِ شہرِ علم دین جس کو محمد نے
مبارک شہر مکہ کو اب اوس نے اپنی زیبائی

ز ہے وہ شہر جس کا در ہو فاتح باب خیبر کو | تو خاص وہ باب جس نے شہر علم دین مین جا پائی
مبارک تجکو اے خلاق عالم اپنا یہ بندہ | تیرے بندو نکو تیری شان جس نے آکے دکھلائی
جبھی تو شافعی کو عمر بھر اس مین رہی حیرت | علی را بہ امام دیہ اللہ کہہ کے موت آئی
مبارک تجکو بھی اے ذوالفقار بر قدم یہ دن | کہ قسمت سے جگہ دست خدا مین تجکو ہاتھ آئی
فروغ اپنا امیر المومنین کو بھی مبارک ہو | کہ ہر بات انکی احمد کے مساوی حق نے فرمائی
حبیب اللہ فرمایا اگر احمد کے بارے مین | تو نفس اللہ کہکر کی علی کی عزت افزائی
ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ شان مین انکی | تو یہ قل کفواً احد شان ان کے لئے آئی
شہ لولاک ختم الانبیا یعنے محمدؐ نے | خدا کے حکم سے معراج اگر افلاک کی پائی
تو معراج انکو دوش مصطفےٰ پر دی ہے خالق نے | اُنہوں نے بھی قدر آدم انکی شان دکھلائی
اگر والشمس سے کھائی قسم احمد کی خالق نے | تو لیکر والقمر بعد اسکے انکی بھی قسم کھائی
قمر کو شق کیا احمد نے تو دست ید اللہ مین | ہلال تیغ دو ٹکڑے ہوا وصف یکتائی
بنایا سنگریزون کو جواہر دست سائل مین | سخا اپنی زمانے مین جو یون احمد نے فرمائی
تو اس بحر کرم نے بعد مردن یہ سخاوت کی | کہ دریائے نجف سے بھر دیا دامان صحرائی

حقیقت تو یہ ہے ناظم کہ یہ دونون نور واحد ہین
ہے مثل ذوالفقار انمین دوئی کے سا یکتائی

ماہ حرم

در تہنیت ولادت حضرت صدیق اکبر امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

کھنچا آتا ہے دل انگڑائی لیکر دیکھنے والے | یونہین پھر دیکھ لے قربان ہو کر دیکھنے والے
اشارہ چشم و ابرو کا جلا دیتا ہے مردو نکو | ادہر بھی اک نگاہ روح پرور دیکھنے والے
ہٹا دے چہرہ روشن سے اب بکھرے ہوئے گیسو | مرے جاتے ہین شام غم کا منظر دیکھنے والے
اشارہ کر دے ابرو سے تو خود سر کاٹ دین اپنے | کھڑے ہین منتظر غصے کے تیور دیکھنے والے
کبھی شبہائے فرقت کا مرا رونا بھی یاد آیا!! | بتا برسات کی راتون کا منظر دیکھنے والے
بہت دلکش ہے میرے داغہائے دل کا نظارہ | ادھر دیکھ اے بہار ماہ و اختر دیکھنے والے
نہ رویا تھا اگر شمع لحد کو دیکھکر گریان | زہے ہنسنا کبھی نہ تھا پھولو نکی چادر دیکھنے والے
تجھے جلوہ دکھا کر حشر مین پھر منہ چھپا لینا | نہین تو دیکھ لین گے آنکھ بھر کر دیکھنے والے
صدا پہچان لی جب صاحب معراج نے تیری | تو اب پردہ سے کیا حاصل ہے چھپکر دیکھنے والے
نگاہو نکو بتون سے پھیر کر کس کو کیا سجدہ | نظر کون آگیا کعبہ کے اندر دیکھنے والے
مین ان آنکھو نکے صدقے جنہون دیکھا ہے وہ نظارہ | ادھر بھی دیکھ لے اے روئے دلبر دیکھنے والے
صدا کعبہ کی تصویر ہے آنکھین نہ حیران ہو | جو ہے چاک گریبان کو منور دیکھنے والے
زچہ بچہ کو لاتی ہے کھلا کعبہ کا دروازہ | کھڑے ہین در پہ شہر علم کا در دیکھنے والے
ہوئی ہے آج وجہ اللہ کی کعبہ مین پیدائش | خدا کو دیکھتے ہین روئے حیدر دیکھنے والے
سماتا ہی نہین آنکھون مین باغ دہر کا نقشہ | زمین پر آئے ہین جنت کا منظر دیکھنے والے
بتا کس اوج کے نقطہ پر اجانیکا ارادہ ہے | کف پا اپنا اور کتف پیمبر دیکھنے والے
بتون پر کہہ نظر ہی گاہ اپنے دست و بازو پر | ذرا دیکھین تو اس بچہ کے تیور دیکھنے والے
فدائے دست و بازو دیکھ الٹ دینا نہ دنیا کو | کلائی اپنی اور جبرئیل کے پر دیکھنے والے

نقاب رخ الٹ دے یا صدا دے لن ترانی کی
الٹ رہے ہین تو جلوہ اللہ کا منظر دیکھنے والے

کلیم اللہ کو آنے لگا ہے ہوش اب کچھ کچھ
گرا دے ایک بجلی اور ہنسکر دیکھنے والے

خدا انکو کہے کوئی تو کیا بندہ کہے تو کیا!
سمجھ لین گے خود ہی اب بندہ پرور دیکھنے والے

دیار نظم مین سکہ مرا چلنے تو دو ناظم
کھرا کھوٹا پرکھ لین گے سخنور دیکھنے والے

آبشار صفا

در ستائش حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب

یہ کھیتی ہے بہار ایسی خزان کی گت بنا دینگے
کہ جس پر ہنس پڑینگے پھول غنچے مسکرا دینگے

رطوبات زمین کو جوش دے کر غیر معمولی
خدا چاہے تو اب کی مرتبہ طوفان اٹھا دینگے

کچھ ایسا جزر و مد پیدا کرین گے آب بحر مین
سفینے ڈوب جائینگے دہائی ناخدا دینگے

ہلون خالق سہل و جبل ہم سعی کامل سے
صفا کی آبشارین سنگ اسود پر گرا دینگے

کمندین ڈال کر ہم آج فوارون کے پردین مین
فلک پر گلشن عالم کی نہرون کو چڑھا دینگے

ہمارا فیض یون تو ہو گا ہر اقلیم مین لیکن
عرب کی سرزمین کو باغ جنت سی بڑھا دینگے

انھین آنے تو دے کرنا ہے جن کی آئینہ داری
ہم آب و تاب اے کوہ صفا تجھ مین بڑھا دینگے

کرین گے ہم ہویدا صنعت صانع کو گلشن مین
رگ گلہائے تر کو جادۂ عرفان بنا دینگے

بدلنا صورت نوعیہ کا کیا کوئی مشکل ہے
شجر بن جائیگا کانٹے کو یون نشو و نما دینگے

اٹھا کر چار دیواری گلون کی صحن گلشن مین
حسینان چمن کے واسطے کعبہ بنا دینگے

بنا دینگے مگر اک سمت کی دیوار کلیون سے
جدار کعبہ کے کھلنے کی صورت بھی دکھا دینگے

بتان سنگدل سے عاریت لیکر سویدا کو!
برائے استلام اک سنگ اسود بھی لگا دینگے

بتون دیکھو اگر قبضہ یہان بھی کر لیا تم نے
حسینان چمن کم کو نگاہون سے گرا دینگے

پئے رنج غول جب آنے لگین گے یہ پرستو بھی
تو ساقی کے اچھے خانے کو میخانہ بنا دینگے

مقام میکشی کو گر نہ حاجی حج پہ دیکھین گے
دکھا کر دور ساغر کا طواف اُن کو بھلا دینگے

جو ذوق شعر پیدا ہو گیا رندون کو پی کر
غزل گویان عالم کو چمن مین ہم بلا دینگے

اگر جنت نظر آیا نہ رنگ بزم اور دن سے
تو پڑھکر یہ غزل ناظم کی رنگ اپنا جما دینگے

کسی دن ہنسنے والے ہمکو محفل سے اٹھا دینگے
یہ کوئی بات ہے ہم رو دین گے وہ مسکرا دینگے

یہ سوتے سوتے کیون گھبرا کے پوچھا کیا بجا ہوگا
مری جان سو رہو ہم خود انھین کہکر جگا دینگے

یہی انداز ہے انکا تو کیا امید خلوت کی!
رقیب اٹھنے لگین گے خود تو وہ زانو بڑھا دینگے

اشارہ تخلیہ کا جب کیا مین نے تو فرمایا
یہ تو ہم چاہنے والوں کو محفل سے اٹھا دینگے

رقیبونکی شکایت مین جو کرتا ہون تو کہتے ہین
چلو اچھا انھین غم کھا کے ہم سمجھا بجھا دینگے

لگین ڈٹنے مرے دل کی تو تم ان کو کیا مطلب
بھری محفل مین وہ انگڑائی لیکر مسکرا دینگے

رقیبون سے اشارے کیا ہوئے مین نے جو یہ پوچھا
کہا ٹھہرو ذرا دم لو بتا دینگے بتا دینگے

خدا اس تیز رفتاری کے صدقے جانیوالے تھم!
یہ نہین چلنا مگر جب تیر انھین کچھ ادا دینگے

یہ دل منزل انھین کی ہے لگا دین اگر اسکی
تماشا غیر دیکھینگے وہ اپنا گھر جلا دینگے

وہ دہ ہجائے ہو کا عالم بھی فضا و آب دلمین
جو دو قطرے بھی باقی رہ گئے طوفان اٹھا دینگے

چل اے ساقی ذرا صحرا کی بھی تماشا دیکھین
بوقت میکشی یہ قدرتی منظر مزا دینگے

اگر یہ برہم ہو گئی صحرا نوردی میں / تو پڑھکر مطلع نورنگ محفل پھر جما دینگے

فدا اس بچپنے پر دل کو پہلے تو جلا دینگے
بھڑک اٹھینگے جب شعلے تو دامن سے ہوا دینگے

میں بھی اٹھوں گا آ لینے دو انکو میری میت پر / وہ سر زانو پہ رکھکر نکہت گیسو سنگھا دینگے
صبا آہستہ چلنا وہ قریب صبح سوئے ہیں / غضب ہوگا ترے جھونکے جو زلفوں کو ہلا دینگے
نہ سبزہ ہوگا پامال آپ اسی انداز سے چلئے / ہم ایسے چاہنے والے کلیجوں کو بچھا دینگے
رقیبوں کے یہاں تو عیش سے راتیں بسر ہونگی / مرے پہلو میں بیٹھینگے تو کچھ باتیں بنا دینگے
کہاں تک انتظار وعدہ فردا کرے کوئی! / یہ کیا انداز ہے جب دینگے جھوٹا آسرا دینگے
وہ بھی وصل کا حاصل سہی ناصح کا کیا ہے میں / زمین و آسمان کے ہم تو قلابے ملا دینگے
کوئی ہوویگا درد دل ہے وہ کہہ دینگے جنت سے / بنے صادق جسے پائینگے دیوانہ بنا دینگے
نہ پوچھو داستان فرقت نصیبو تم کہا مانو! / یہ درد انگیز قصے ہیں تمہارا دل دکھا دینگے
اگر سنو نکل آئے مری جان سن کے یہ باتیں / کہاں جرأت جو ہم پھیلا ہوا کاجل چھڑا دینگے
نہ چھیڑو دوستو انکو اپنی دھن میں رہنے دو / کلپ کر جب یہ رو دینگے تو تمکو بھی رلا دینگے
نکلیں ترس سے یہ دیوانے کسی معجز نما کے ہیں / ادھر شق ہونگی دیواریں جدھر منھ یہ اٹھا دینگے
نکل جائینگے رخنے ڈالکر دیوار زندان میں / نگاہ گرم سے زنجیر کی کڑیاں گلا دینگے
معاد و حشر کا تجھکو یقین جب ہوگا اے منکر / وہ ٹھوکر مار کر جب قم باذنی کی صدا دینگے
نہ آئینگے مری میت اٹھانے وہ تو کیا ہوگا / علی ٹھیرے ہیں وہ جو آکے مردوں کو جلا دینگے
علی وہ جو خدا کے گھر میں پیدا ہونے والے ہیں / حرم کو آکے جو اپنا زچا خانہ بنا دینگے

بتوں اچھا نہیں ہے اس قدر سر در ہوا رہنا / علی کی آمد آمد ہے وہ اس تخت کو ڈھا دینگے
بتوں نے نام سنتے ہی کہا وہ کون ہیں آخر / کہ جو قبضہ ہمارا آکے کعبہ سے اٹھا دینگے
کہا مہر نبوت نے ابھر کر دوش احمد پر / وہی جو اس جہان سے کفر کی ہستی مٹا دینگے
ولادت ہے علی کی نعرہ صل علی شیعو / برسم تہنیت ہم بھی کوئی مطلع سنا دینگے

جوان اے کافرو ہولے یہ بچہ تو بتا دینگے
بڑے آئے خدا کے گھر کو بت خانہ بنا دینگے

ہیں کیا فتنے راکب دوش نبی کے سامنے یہ بت / ہوئے ہیں متحد دل پہاڑ دو نکو گرا دینگے
قیامت تک نہ چھوٹے ساتھ جو مہر نبوت کا / وہ نقش قدم پا دوش نبی پر یہ بٹھا دینگے
وہ پیدا تو نہیں ہونگے رہے دیوار یا شق ہو / ہمیں کیا قفل اگر اغیار کعبہ میں لگا دینگے
صدائے لن ترانی جس نے دی تھی طور موسیٰ / جاؤ ہم اسکا جلوہ تم کو کعبہ میں دکھا دینگے
زیارت ہم تو ناظم عالم معنی میں کر آئے / ہوئی جو گفتگو باہم تمہیں وہ بھی سنا دینگے
کہا میں نے کلیم آنکھوں میں بھر زیارت بھر / کہا ہم طور دل پر حسن کے بجلی گرا دینگے
کہا میں نے کہ کیوں کر لائیں آنکھیں تاب نظارہ / کہا خاک قدم کا اپنی ہم سرمہ لگا دینگے
کہا میں نے بلے گا آپکو کیا دو سماعی میں! / کہا دیگا خدا [illegible] مصطفیٰ دینگے
کہا میں نے نصیری ہیں خدا کہنے پر آمادہ / کہا کیا مرتبہ ہے میرے وہ مجھکو بڑھا دینگے
کہا میں نے کہ جو کچھ ہوا ارادہ ان کا ختمی ہے / کہا پھر ختم ہے یہ بھی کہ ہم گردن اڑا دینگے
کہا میں نے کہیں رب آپکو ہم بھی تو کیا ہوگا / کہا پیکر سقاهم ربهم ساغر پلا دینگے
کہا میں نے کہ نفس اللہ حقیقت جانکر کہدوں / کہا چپ وہ زبان گستاخ کی ہم ...

کہا مین نے رقابت اپکے احباب سے کریون
کہا مین نے کہ یہ تو اک نظری بات ہی مولا
کہا مین نے پر تسہیل کیا کا ٹو سے خیبر مین
کہا مین نے کہ سینے داغ ہے کیونکر پر تسمیے گا
کہا مین نے جو اکیا دیجئے گا گر پڑھون مطلع

کہا ہر گز نہین اس رسم ہی کو ہم اٹھا دینگے
کہا ہم قوت معجز سے فطرت کو دبا دینگے
کہا شاگرد کو کیا ہم او تیت بیٹھا دینگے
کہا ہم آتش عشق حقیقی مین تپا دینگے
کہا ہم تیری امید و نسی بھی تجھکو سوا دینگے

ارسی بن مین زبان جب اپکے منہ مین مصطفیٰ اونگے
تو یارب کس قدر الفت جوانی مین بڑھا دینگے

رسول اللہ لیکر گود مین بھائی کو کہتے ہین
فلک پر دیکھکر زہرہ کو کیون اتنا ہمکتے ہو
تری جانب بھری ہین مچھلیان اپنے جہاد کی
نصاری نے کہا بیٹا خدا کا تم کو اے عیسیٰ
شب معراج جو بیٹھے تھے چھپ کر اپنے عاشق سے
ہوا ہوگا جب ہی اس چاہنے والے سے یہ عہد
ابھی تو ہاتھ دکھلا کر تمھین تسکین دیدی ہے

جوان ہو لو تو اپنا جانشین تم کو بنا دینگے
تمھالے گھر مین اس آ رہے کو ہم اکدن بلا دینگے
یہ بڑھکر لے در خیبر تری چولین ہلا دینگے
نصیری تو ابھی مین اکدن خدا اپنا بنا دینگے
سنا ہے اب وہ چہرے سے نقاب اپنی ہٹا دینگے
کہ رفتہ رفتہ یہ ہلکا سا پردہ بھی اٹھا دینگے
ہو گئے اج کعبہ مین تو صورت بھی دکھا دینگے

کہو حیدر کو نفس اللہ کہا جائے گا جب سے
ہوئی پرسش تو پردے مین تجھے کے چھپا دینگے

صدف مروارید

در مدح حضرت ابو الائمہ سیدنا امیر المومنین علیہ السلام

سفینہ آگیا ہی دل کا بحرِ مئے کے طوفان مین
کس وحشی نے مر کر آج خالی کر دیا محبس
مہتاب مین آہو نسی میری جو دھوان پھیلا
ہمیشہ جس کو جینا ہو وہ کٹوائے گلا اپنا!
نظر آیا ہی انکی شوخیون کا تیر مین اُن کے
لیا وہ دل کہ جو پیدا ہوا تھا یا د خالق کو
متاع دین ایمان بھی گئی اور دل بھی ہاتھ سے
جو کوئی غیر مانگے خط میرا دینا نہ ای قاصد
خدا ئے دست و بازو دیکھیہ گر کو ہو گئی حیرت
سر تربت رکھا جب آ کے اُس نے دست نازکی
اُدہر جنبش ہوئی کچھ گوشہ ہائے چشم مین انکے
فنا کے بعد گو پتھرا گئین آنکھین میری لیکن
خدا کے واسطے باد صبا اس کو نہ گل کرنا
الٰہی حشر تک نکلے نہ میرے دل سے یہ پیکان
مین سچا تو ہلا اُس بت آگے شکر ہی یا رب

جنون کا جوش ہی سیلاب ہی خون رگ جان مین
جا بہر دیکھو اداسی اک نظر آتی ہے زندان مین
سمٹکر داغ آخر بن گیا وہ ماہ تابان مین
بجھائی ہے مری قاتل نے ملوا آب حیوان مین
گرہ رہ کر لیا کرتا ہی جنکی قلب سوزان مین
خیانت تو نے کی ظالم متاع دین و ایمان مین
لٹا یون کاروان تاریکی شبہائے ہجران مین
رکھے ہین آئینہ ٹکڑے دلکے ویناوست جانان مین
وہ گہرے زخم ہین جسم قتیل دست جانان مین
فروزان پانچ شمعین ہو گئین گور غریبان مین
در آیا اس طرف تیر نظر میری رگ جان مین
کھلے ہین مثل نرگس انتظار دید جانان مین
یہی اک شمع باقی ہے بس اب گور غریبان مین
یہی اک رشتۂ الفت ہے باقی دل کی رگ جان مین
کہ اُس کافر کی الفت بھی لکھی ہے فرد عصیان مین

الہی خیر ہو غصہ کسی پر آج انکو آیا ہے / چڑھی ہین تیوریان بل پڑ رہے ہین زلف پیچان مین
کھنچا جاتا ہے دل ہر ہر قدم پر زاہدونکا بھی / غضب تو یہ شکن انداز ہین رفتار جانان مین
نہین ہین داغ اس پر جو مدفن خسرونکا ہے / چڑھائے ہین کسی نے پھول یہ گور غریبان مین
شعاعین داغ دل کی توڑ کر سینے کو نکلی ہین / غضب ہی کیسی پر ضیا لو اس چراغ زیر دامان مین
الہی وقت آرائش انھین کچھ بھول پڑ جائے / سمجھ کر آئینہ وہ جلوہ گر ہون چشم حیران مین
اگر بد نظر دو گلشنون کی سیر ہو تم کو / دل پر داغ بھی میرا لئے جاؤ گلستان مین
دوبارہ مطلع روشن نیا پھر آکے چمکا ہے / وہ کیفیت ہے جو تھی رجعت مہر درخشان مین

نہین ہے یہ بہار خال و خط رخسار جانان مین
علی کے مصحف رخ کی ثنا لکھی ہے قرآن مین

خدا کے شیر نے ہر ہر پیمبر کی مدد کی ہے / بچایا شیر سے سلمان کو کیسا نیستان مین؟
اگر کرتے نہ آ کر ناخدائی ساقی کوثر / سنبھلتی نوح کی کشتی نہ اس آفت کے طوفان مین
خدائی انکی گرویدہ تھی شیدا انکا اک عالم / بھلا یہ حسن عالمگیر کب تھا ماہ کنعان مین
یہ چشم و ابروئے دلبر نہین ہین باعث زینت / علیؑ کے نام کا طغرا بنا ہے روئے انسان مین
گنہگارون کی امیدین بڑھی ہین دوزخ کا دل ٹوٹا / خلیل اللہ کو جا کر بچایا نار سوزان مین
بھڑک اٹھتی نہین سب بجھ گئی کڑیان بھی آتش سے / مدد کو حضرت یوسف کی جب جاتے تھے زندان مین
پلا کر شربت دیدار یوسف انکو صحت دی / مسیحا تھے لئے یعقوب انکے درد ہجران مین
انھین کا ذکر ورد حضرت داؤد رہتا تھا / اثر اسواسطے بخشا خدا نے انکے الحان مین
نہ کیونکر جن و انس و وحش ہوتے تابع فرمان / علیؑ کے نام کی خاتم تھی انگشت سلیمان مین

مشابہ انکی زلف عنبرین سے شب اگر ہوتی / تو خوشبو آگئی بجھتی گل شمع شبستان مین
اگر انکے فرس کو دین علیؑ حکم سبک سیری / نہ چھلکین اشک اگر کاوہ کمرے دیدۂ گریان مین

محبت آپکی بہتر ہے مولا ہر عبادت سے
یہ جوہر منتخب نکلا متاع دین و ایمان مین

خمخانۂ غدیر!

در منقبت و ذکر واقعۂ تاریخی استخلاف امیر المومنینؑ روز غدیر

خوشی کے جوش سے بحر جہان مین ہے یہ طغیانی / کہ چھلکا چاہتا ہے گوہر خوش آب کا پانی
بتا! تو اے فلک کس تشنہ لب پر رحم آیا ہے / کہ ہر سو کر رہا ہے ابر نیسان گوہر افشانی
یہ کس کے داغ کا منھ موتیونسے بھرنے والا ہے؟ / لئے پھرتا ہے دامن مین گہر کیون ارزانی
شجر کی قبا ہر ہر شجر نے زیب تن کی ہے / ہر اک گل ہو رہا ہے طرۂ دستار سلطانی
گلابی جامۂ گل بھی زمرد پوش ہے ساقی / لباس دخت ملا سرخی مین ہے لعل بدخشانی
کھلے ہین آج اتنے چاندنی کے پھول گلشن مین / کہ وقت شب اگر چاہو تو پڑھ لو خط کی پیشانی
ہر اک دیوار آئینہ سے بہتر ہے صفائی مین / نظر آتا ہے دل سینہ مین دل مین راز پنہانی
وہ پچھلی رات وہ مہتاب کی ہر سو ضیاباری / ستارونکا وہ چھپنا بلبلونکی وہ غزلخوانی
نہانے سے بیمار محبت جی گئے دم مین! / چمن کی خاک ہے اکسیر پانی آب حیوانی
گلونکے پاس بلبل بے خبر سوتی ہے گلشن مین / کیا کرتی ہے شب بھر نرگس شہلا نگہبانی
جوانان چمن بیخود ہین سبکو شبنم کے چھینٹون سے / سرور وجد مین ہین بلبلین محو غزلخوانی
ٹپکتی ہے مئے انگور کے دانون سے گلشن مین / جو قصد میکشی کرتے ہین رندان گلستانی

گل خاطر شگفتہ ہی نہین ہوتے کسی صورت
بدل دو دن رنگ محفل کا سُنا کر مطلع ثانی

ڈبو دے میرے ساقی آج سارا عالم فانی
دکھا دے کوثر آشامو نکو مے کی آج طغیانی

یہ تبدیل لباس آئے ہین میخانہ مین زاہد بھی
دکھا کر دور ساغر کا بھلا دے سبحہ گردانی

ذرا تو مے پرستی کا انھین چسکا تو پڑنے دے
پھر انسے پوچھ لین گے حق شناسی خدادانی

عبا کی آڑ مین زاہد بھی گر پی لین تو کیا ڈر ہے
کہ ہے بنت الغیب بھی مدعی پاکدامانی

رگ غنچے مین ہے دم گھٹتا ہے ساقی کیون بھٹکتا ہے
وہ رکھا ہے مرا ساغر میان طاق نسیانی

خمار آلود سرخ آنکھونکا صدقہ ہان مرے ساقی
حنائی ہاتھ پر وہ رکھکے دے مئے جو کہ ہو دھانی

چھلکتا جام دے ساقی تو وہ مطلع سُناؤ نمبر
سنا ہو مطلع صبح قیامت سے جو نورانی

تنور جام سے ہو ساقیان خُم کی طغیانی
غدیر خم مین جا نکلے سفینہ ہو کے طوفانی

تباہی میری کشتی کو لگا دے گی لب ساحل
ڈبا دے بحر طوفان خیز مے کی او طغیانی

وہ ساغر دے جلی خط سے لکھا ہو یا علی جس پر
وہ مئے دے جسکے ہر قطرے مین ہون اسرار ربانی

دکھا دو کھینچکر تصویر اہل بزم کو ناظم
غدیر خم کے نقشے سے اُڑے رنگ رخ مانی

مرتب کر چکے عالم مین جب محبوب سبحانی
سوا حج خلافت کے تمام ارکان ایمانی

تو اک دن آکے جبرئیل امین نے عرض کی اُن سے
کہ اے ختم الرسل خیر البشر مقبول یزدانی

خدا بعد سلام ارشاد فرماتا ہے حضرت سے
کہ تم نے خوب کی اے مصطفےٰ تعلیم ایمانی

مگر امت تمھاری حج سے بالکل غیر واقف ہے
مناسک سبکو بتلاؤ کرو تعلیم ارکانی

یہ سنکر حکم احمد سے منادی نے ندا کر دی
کہ جاتے ہین برائے حج رسول انسی و جانی

اور اپنے ساتھ لیجائینگے اہل استطاعت کو
طریق حج بتائینگے پئے تکمیل ایمانی

غرض بعد منادی عازم کعبہ ہوئے حضرت
ہوئی چار و نطرف سے اہل عالم کی فراوانی

سواری شاہ عالم کی چلی اس شان و شوکت سے
کہ جائے جسطرح فرق پاک کعبے ظل سبحانی

عقب مین صف بہ صف ستر ہزار انسان حاضر ہین
ملائک ورد پڑھتے ہوئے آیات قرآنی

اتموا الحج والعمرہ کوئی پڑھتا ہے قرأت سے
تو کوئی سورۂ حج مین ہے مصروف خوش الحانی

نقیب آسا جلال و رعب شہ آواز دیتے ہین
کہ جاتا ہے پئے حج صاحب معراج جسمانی

غرض بعد طواف کعبہ اس مہر نبوت نے
توقف کر کے عرفہ مین کیا اسکو بھی نورانی

ابھی رحل اقامت یا نبی اٹھنے بھی نہ پایا تھا
کہ جبرئیل امین آئے یہ لیکر وحی ربانی

کہ اے احمد تمھاری زیست کے ایام آخر ہین
بہت کم اب رہو گے تم میان عالم فانی

لہذا اپنے بھائی کو کرو اب جانشین اپنا
تمھارے بعد وہ ہین بادشاہ ملک ایمانی

علوم و معجزات انبیا تعلیم انھین کر دو
لکھو لوح دل حیدر پہ سب اسرار پنہانی

کرو اظہار اس انبوہ مین انکی خلافت کا
رہین تا اسکے شاہد حاضرین بزم عرفانی

امین وحی سے یہ سنکے فرمایا محمد نے
ہین انکھون سے بجا لاتا مگر یہ ہے پریشانی

کہ مجکو ڈر علی کو وہ کبھی زندہ نہ چھوڑینگے
جو اس مجمع مین ہین میرے علی کے دشمن جانی

گیا پیغام پیغمبر بر حق کا گردون پر
رہا یان مصطفےٰ کو انتظار وحی ربانی

نزول وحی خالق مین ہوا عرصہ تو عرفہ سے
چلی شہ کی سواری مثل اورنگ سلیمانی

غرض تا مسجد خیف آپ نے تعویق فرمائی
بخوف دشمنان انتظار پیک یزدانی

ابھی مسجد میں پہونچے تھے کہ ناگہ جبرئیل آئے
علی کے باب میں مثل گزشتہ کی سخن رانی

نبی نے خوف اعدا سے انکی تعمیل حکم اب بھی
کہ خالق نے ضمانت کی نہ تھی بہر نگہبانی

ادھر جبرئیل کو بھیجا دوبارہ عذر فرما کے
ادھر کرنے لگے خود قطع منزلہائے طولانی

ابھی کچھ راہ طے فرمائے اک منزل پہ ٹہرے تھے
کہ آئی بار سوم وحی تاکیدی ربانی

مگر آیا نہ ابکی مرتبہ بھی آیۂ عصمت
موکد تھا فقط مضمون وحی اول و ثانی

توقف آپنے تبلیغ میں ابکی بھی فرمایا
مناسب امر استخلاف میں تعویق بھی جانی

بتاکید تمام ابکی کہا جبرئیل سے شہ نے
کر دیہ عرض تم جا کر سوئے دربار سبحانی

کہ میری جان جائے تو بلا سے کچھ نہیں پروا
جسد سے ہو تو ہو قطع تعلقہائے روحانی

علی پر کچھ نہ بن جائے فقط ڈر ہے تو اتنا ہے
بہت ہیں بارالہا مرتضے کے دشمن جانی

علی کے باب میں ہر بات کی تکذیب کر دینگے
میری تصدیق ہے اعدائے دین سے غیر امکانی

مگر ہاں تو حفاظت گر کرے شر اعادی سے
تو میں تبلیغ ان احکام کی کر دوں بآسانی

امین وحی سے یہ کہکے یاں سے بھی چلے حضرت
رہی لیکن برابر آپکے دل کو پریشانی

کہ دیکھوں کیا جواب آتا ہے درگاہ الٰہی سے
امین وحی کیا لاتے ہیں ابکی حکم ربانی

پس قطع طریق و طئی منزلہائے طولانی
ہوئے داخل غدیر خم میں جب محبوب سبحانی

تو چوتھی مرتبہ نازل ہوئے جبرئیل گردوں سے
بحکم محکم خلاق بے ہمتائے لاثانی

سلام حق تعالیٰ خدمت والا میں پہونچا کر
دیا تہدید آمیز آپ کو یہ حکم ربانی

کہ اے احمد علی کے باب میں نازل ہوا جو کچھ
تمہارے رب کیجانب سے بدست پیک یزدانی

کرو جلد اوسکی تبلیغ اور اگر تاخیر کی تم نے
تو گویا کی نہ تبلیغ رسالتہائے ربانی

مسائل کیوں کرادیں کہ ہوں سب محنتیں ضائع
جزا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

نہ خوف اہل مکر و کید کو دلمیں جگہ دینا
خدا فرمائیگا شر اعادی سے نگہبانی

نگہبان ہے قوی تر ہیں قوی دشمن تو ہونے دو
نہ بس چلتا ہو دشمن کا تو پھر کیوں ہو پریشانی

کرو تم شوق سے اپنا وصی اپنے برادر کو
وہی ہے قابل خاقانی اقلیم ایمانی

یہ ہے مسند رسالت کی وہی ہے مستحق اس کا
ملے زیر فلک جسکا نہ ڈھونڈے سے کوئی ثانی

مٹے گا دین یہ مسند اگر فساق نے پائی
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

حفاظت کا سنا مژدہ تو فرمایا محمد نے
بلال اٹھکر پکار دو ارجعوا یا اہل عرفان

یہ سنتے ہی بلال پاک طینت نے صدا دی
کہ ٹہرو حاجیو نافذ ہوا ہے حکم سبحانی

پلٹ آئیں جو آگے بڑھ گئے ہیں قافلے تا
ضروری بات ہے کہنی رسول اللہ کو فرمانی

غدیر خم کے میداں میں یہ سنتے ہی ہوا مجمع
پلٹ آئے جمیع سالکان راہ ایمانی

پڑا لنگر ہمی کشتی بحر پاکدامانی
ہوئی نصب یکجانب بارگاہ خاص سلطانی

ہوا حی علی خیر العمل کا شور صحرا میں
پڑھا پھر نماز ظہر فخر نوع انسانی

بلال اوٹھے اذان کہنے صفیں حجاج نے باندھیں
کہی تکبیر شاہ دین نے جسکا داغ پیشانی

فدا ہوتی تھی عنوان ادائے حرف پر قرأت
صدا اسکے گلے کو چوم لیتی تھی خوش الحانی

غرض سورے پڑھے ہو گئے وقت سلام آیا
ہوئے فارغ نماز ظہر سے محبوب سبحانی

بحکم شاہ پھر اصحاب نے پالان اشتر سے
بنایا ایک منبر زیر اشجار بیابانی

گئے بالائے منبر شاہ دین اٹھکر مصلے سے
پڑھا پہلے وہ خطبہ جسمین تھی حق کی ثنا خوانی

مخاطب بعد اسکے اپنی جانب بزم کو کر کے
کہا "یا ایہا الناس" اب سنو اسرار پنہانی

کہ جسدن سے مدینے سے روانہ مین ہوا ابتک
مکرر آچکا ہے مجکو یہ پیغام ربانی

کہ اس مجمع مین اپنے بھائی کو اپنا وصی کر دو
کریگا کشور دین مین وہی اب معدلت رانی

مین تعمیلاً بحکم اللہ کرتا ہون وصی اسکو
سمجھنا حکم کو اوسکے ہمیشہ حکم یزدانی

یہی ہے ناخدائے کشتئ دین خداوندی
یہی گوہر شہوار درج پاکدامانی

اسی نے تیغ کے پانی سے باغ دین کو سینچا ہے
یہی ہے باعث سرسبزئ گلزار ایمانی

یہی وارث علوم انبیائے ماسلف کا ہے
فرشتے جانتے ہین فخر اسکے در کی دربانی

خدا رکھے علی کو اب جہان سے ہم تو جاتے ہین
متاع شرع کی اب انکی ذمہ ہے نگہبانی

یہی ہے نفس پیغمبر یہی نفس خدا بھی ہے
سمجھنا اس کے ظل عاطفت کو ظل سبحانی

کہا پھر کیا نہین اولے ہو نہین تم سبکے نفسون سے
نہین کیا مین جہان مین افضل اصناف انسانی

کہا سب نے کہ بیشک آپ اولے بالتصرف ہین
چہ نسبت ذرہ ہائے خاک را با نور یزدانی

پکڑ کر ہاتھ حیدر کا کیا پھر اسقدر اونچا
کہ سب محفل سفیدئ بغل نے کر دی نورانی

کہا پھر جسکا مین مولا ہون اسکا یہ بھی مولا ہے
مرے بعد اسکو سب سمجھین جہان مین احمد ثانی

کرو شکر خدا اتمام نعمت حق نے فرمایا
خلافت سے علی کی ہو گئی تکمیل ایمانی

پھر اسکے بعد اوٹھا کر ہاتھ درگاہ الٰہی مین
ہوئے مصروف دعا شاہ رسل محبوب یزدانی

علی کے دوست جو ہون یار اللہ دوست رکھ انکو
عداوت اونسے کر جو ہون علی کے دشمن جانی

غدیر خم کی محفل ہے قریب خمستان ساقی
خم مینا سے کر دے آج ان مستون کی مہمانی

پلا کر خم پہ خم بیہوش کر دے اسقدر ساقی
لگے کانٹا تو یاد آجائین اشجار مغیلانی

ہے ڈر اسکا شرابی کو کہ جو رب ہے وہی ساقی
سقاہم ربہم کرتا ہے اس دعوے کو برہانی

بھری ہے یہ شراب فرحت افزا جام نازک مین
دل عشاق مین ہے آرزوئے وصل جانانی

پڑے ہین مثل چشم بے مروت خشک جو ساغر
کھنچا جاتا ہے انمین میکشونکی آنکھ کا پانی

مرے سینہ سے چھنکر شیشۂ دل مین نور پھیلا ہے
مرا داغ جگر بھی ہے چراغ زیر دامانی

بہا دے آتش تر کا سمندر میرے پہلو مین
مرے معجز نما ساقی بنا دے آگ کو پانی

گلابی آنکھ کے ڈورونکی لہرین یاد دلوا دے
دکھا دے جلوہ سیالۂ یاقوت رمانی

تو پھر بھی دیکھ لے بھولے سے ادھر بھی نظر ڈالے
مرا دل بھی ہدف کر دے لگا کر تیر مژگانی

گلے مین ڈال دے باہین ذرا مین عید ملون
کہ ہے اس سال کی عید دین بھی عید لاثانی

انھین آب حیات اور دشمنونکو انکی وہ مئے دے
ملا ہو جسمین قتال عرب کی تیغ کا پانی

ارے ساقی تصدق اپنی ان نیچی نگاہونکا
وہ دے جو بٹی تھی زیر اشجار مغیلانی

پڑھے تھے شعر اس مجمع مین حسان بن ثابت نے
یہین ان مستون کے مجمع مین کرونگا تہنیت خوانی

مبارک یا علی کوثر کو تجھسا مہوش ساقی
تجھے ساقی مبارک دو جہانکی حکمرانی

خونبابۂ دل

در مدح امیر المومنین و تذکرۂ واقعات کربلا

منادی مصطفے نے کی یا علی مرتضی تم ہو
ہین شہر علم پیغمبر تو در اس شہر کا تم ہو

محمد ہین خدیو ملک سبحان الذی اسریٰ
سریر آرائے بزم تمکن کفی دنیٰ تم ہو

بعینہ تو نصیری کا مقولہ کہہ نہیں سکتا
مگر اتنا کہوں گا یا علیؑ عین خدا تم ہو

کہا ہے لا فتیٰ الا علی جبرئیل نے تمکو
ثنا خواں ہیں ملک وہ مرد میدانِ وغا تم ہو

مجھے جلوہ خدا کا یا علی دکھلا دو آنکھوں سے
نقابِ رخ ہٹا دو مظہر شانِ خدا تم ہو

بھرا ہے تم نے دریائے نجف سے دامن صحرا
گہر پیدا کئے خشکی میں وہ بحر عطا تم ہو

نہ تھے تم عہد موسیٰ میں اسی لن ترانی تھی
اور اب تو نام حق موجود ہے نفسِ خدا تم ہو

رگِ نشو و نما کو ایک مدت سے نہیں جنبش
ہے پژمردہ ہماری کشتِ دل ابرِ سخا تم ہو

تمہاری ذات میں جلوہ نما ہے شان خالق کی
خدا کے حق نما بندہ نصیری کے خدا تم ہو

وہ شمع طور تھی جس سے کلیم اللہ کو غش آیا
حریم حق میں جو چمکا وہ نور کبریا تم ہو

یداللہ فوق ایدیہم کی ایک تفسیر تھی یہ بھی
چڑھے دوشِ نبیؐ پر کیوں نہو دوشِ خدا تم ہو

ملا کر آتش و آب و تراب حیوانی میں وہ مجھکو
دکھا دو آگ پانی ایک جا معجز نما تم ہو

شراب اللہ کے ہاتھوں سے ملتی ہے ڈرو دن کس سے
پیئوں گا آج میں جی کھولکر دستِ خدا تم ہو

مئے کوثر ہو گلگشتِ جناں ہو ساتھ حوریں ہوں
سبو ہو جام ہو مینا ہو میں ہوں ساقیا تم ہو

ہمارے رب ہو تم تو یا علی ابن ابی طالب
نصیری جھوٹ کہتے ہیں کہ عالم کے خدا تم ہو

خدا کہتا ہے خود توبہ کرو دل کیوں اس عقیدے
سقا ہم ہیں ہم میں رب سے مقصودِ خدا تم ہو

بڑی مشکل میں وہ لوگ بھی یا حیدرِ صفدر ہے
خبر لو کربلا والوں کی بھی مشکلکشا تم ہو

سکینہ جان دیتی ہے پیاس اے ساقی کوثر
بجھا دو پیاس اسکی یا علی ابر سخا تم ہو

تمہاری بیٹیاں پھرتی ہیں کوفہ میں برہنہ سر
دہاں محتاج چادر ہیں جہاں کے بادشا تم ہو

کٹا جاتا ہے پھندے سے گلا باندھے ہے زینب
گرہ کو کھول دو یا مرتضیٰ عقدہ کشا تم ہو

مرے جاتے ہیں بچے شام کے زنداں میں گھٹ گھٹ کے
در زنداں کو آکر کھول دو خیبر کشا تم ہو

بخیلوں سے سوال اب غیرت دار کرتا ہے
نظر اک کربلا کی سمت بھی عین خدا تم ہو

نہیں ملتی پسر کی لاش شہ گھبراتے پھرتے ہیں
زباں پر ہے کہ آؤ یا علی مشکلکشا تم ہو

تڑپنا دیکھکر اکبر کا شہ کہتے تھے اے ناظم
بچاؤ یا علی ہر درد پنہاں کی دوا تم ہو

تمہارے شیر کا شبیر سے لاشہ نہیں اٹھتا
تمہیں آکر اٹھاؤ یا علی شیر خدا تم ہو

گہوارۂ عرش

در تہنیت ولادت امام الکونین حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ

ہوا گردوں پہ یثرب کیطرف سے ابر تر پیدا
بہار آئی ہوا پھر دلمیں وحشت کا اثر پیدا

چلے ہیں خوشبو کے غول نافہ قیس ہے لیکر
ہوا ہے قلزم وحشت میں کیا جوش اک نیا پیدا

لگی ہے آگ دل میں توڑ دے وہ بخیہ گر ٹانکے
ہوا دیکھا جو ہر گا دامن زخم جگر پیدا

اثر از خم جگر سے میرے کا فور اسقدر شب کو
ہوئے گردوں پہ قبل از وقت آثار سحر پیدا

ٹھہر گردم تو لے سایہ میں اپنے مہر و الفت
ہوئے ہیں اب جل صحرا میں آہو نسی شرر پیدا

بڑھایا آ تو لے سب جل بسیں گی حسرتیں دل کی
سر اس سے قافلہ نکلے گا ہونے دو سحر پیدا

نہ پوچھ اے دل نگاہ شوق سے محبوب کی منزل
یہ آنکھیں خود ہی کرینگی کہیں حد نظر پیدا

نظر پڑنے سے مطلب ہے غش آجائے تو آجائے
ذرا ہونے تو دو اک پرتوئے رخ طور پر پیدا

سنا ہے چاہنے والوں سے جاگیر ونکے وعدے ہیں
محبت کی ہے تم نے خود میں ریحان جھیر کر پیدا

خود اپنی جان دیدی عاشقوں نے واسطے آخر
ہوا یہ ربط حسن و عشق میں اتنا اثر پیدا

یہ تحریک ہوا آواز آتی ہے یہ طوبے سے
ہوا زہرا کے نخل آرزو میں اک ثمر پیدا

زمین و آسمان ہوتے نہ حیوان بشر پیدا
حسین ابن علی کو حق نفرماتا اگر پیدا

منور یون ہوا پیدائش شبیر سے عالم
کہ جیسے چشم نابینا مین ہو نور بصر پیدا

لکھا ہے شاہ کا عہد ولادت جب قریب آیا
ہوئے ختم الرسالت کو کچھ اسباب سفر پیدا

بلا کر فاطمہ کو آپ نے تاکید فرمائی
نہ دودھ اسکو پلانا تم جو ہو میرا پسر پیدا

ادھر غیبت ہوئی مہر رسالت کی مدینہ سے
ادھر چرخ امامت پر ہوا روشن قمر پیدا

نہ زہرا نے پلایا تین دن تک دودھ بیٹے کو
ہوا ہر چند اسکی بھوک سے سوز جگر پیدا

سفر سے تین دن کے بعد جب پلٹے رسول اللہ
تو دیکھا ضعف کا ہے جسم نازک پر اثر پیدا

تحمل تین فاقو نپر کیا آغوش مادر مین
ہوئی ہے صبر کی قوت ابھی سے اسقدر پیدا

اسیدم انگوٹھا آپ نے شبیر کے منہ مین
ہوا اک دودھ کا چشمہ پئے نور نظر پیدا

غذا پائی ہے انگشت رسول اللہ سے بچپن مین
جوان ہونگے تو ہوگی قوت شق القمر پیدا

یہ اعجازی غذا دی کہ اس بچہ کو حضرت نے
کیا ہر ہر رگ و پے مین امامت کا اثر پیدا

شرف یہ ہوگیا مخصوص اسی سے نسل مین انکی
ہوئے اس برج سے پھر نو امامت کے قمر پیدا

امام سجہ تک بنتا ہے انکی خاک تربت سے
نہ کیون سلک نسب مین ہون امامت کے گہر پیدا

نہ کیون بچے مسیحائی کرین اس خون کی شرکت سے
کیا اکسیر کا جس خون نے مٹی مین اثر پیدا

زمین پر آگیا حامی فلک کے رہنے والون کو
ملائک کی دعاؤن مین نہ کیونکر ہوا اثر پیدا

فرشتون کے قبیلے آرہے ہین تہنیت دینے
ہوا ہے گھر مین مخدوم ملائک کے پسر پیدا

خدا رکھے یہ بچہ حامل نور ائمہ ہے
ہوا ہے باغ زہرا مین یہ نخل بارور پیدا

ی ہل ہل کے کہتی ہین نصیری جا کے دیکھو تو
ہوا ہے گھر مین آج اللہ کے نور نظر پیدا

دا کے لم یلد ہونیسے دین حق ہوا ظاہر
ہوا جب گھر مین معبود نصیری کے پسر پیدا

بارک دہ وان جادہ شرع محمد کو
ہوا ہے آج شہر علم مین اک در دگر پیدا

مبارک حضرت بنت اسد پوتا مبارک ہو
ہوا ہے بیشہ شیر خدا مین شیر نر پیدا

ین مان خاتون جنت بابا ساقی حوض کوثر کے
نہ کیونکر سید شبان جنت مین پسر پیدا

نی ہین جنتین ان کے محبون کے لئے ناظم
ہوئی ہے انکے اعدا کے لئے نار سقر پیدا

سروش غیب

در تہنیت ولادت حضرت ولی عصر حجۃ اللہ المنتظر عجل اللہ ظہورہ

ئی ہین طغیانیان خون رگ جان مین
کیا لنگر جہاز دل نے بحر مے کے طوفان مین

بشوق بادہ شبنم بھی غنچون نے جماہی لی
وہ بین انگڑائیان بلبلون نے آغوش گلستان مین

چلی ٹھنڈی ہوا زنجیر دیوانون نے کھڑکا دی
بہار آئی ہے زاہد مین جگر مگلگین و دست گریبان مین

شب مہتاب ہو ساقی نہ ترسا بادہ خوارون کو
ہے لطف بادہ پیمائی ضیائے ماہ تابان مین

کلف سمجھے قمر مین تو مرے نزدیک تو ساقی
ہے بیباک اٹھتا ہوا ساغر کف موسی عمران مین

وہ میکش ہون کہ ہے ہر سر زمین پر میکدہ میرا
نجف مین سامرے مین کربلا مین اور خراسان مین

حرارت ہے پینے مینائے مئے انگور کے دانے
اثر ہے کس قیامت کا نگاہ گرم رندان مین

ذرا اے کاتب اعمال بد دیکھ ان گھٹاؤن کو
لکھے گا اپنی بھی میکشی کیا فرد عصیان مین

گلستان مین نہ مردون قبا پہنی ہے سبزے نے
رنگا ہے گل نے جامہ سرخی لعل بدخشان مین

رہا گر قوت نشوونما مین زور ایسا ہی
عجب کیا ہے جو بوٹے کو بلبلین خار مغیلان مین

سمائے جاتے ہیں آنکھوں میں بہار رنگ گلوں کے — نگاہیں لوٹتی پھرتی ہیں سیر گلستان مین
رگ گل مین جو ہے سیلان خون اس کا تعجب کیا — لہو دیدے اگر چبھ جائے کانٹا شاخ مرجان مین
بفیض نامیہ اک سنبلستان لہلہا اٹھا — اگر اک موئے گیسو گر گیا صحن گلستان مین
خزان خوردہ درختوں سے طراوت پھوٹ نکلی ہے — ہوانے پھونک دی ہے روح گویا جسم بیجان مین
حسین گلگشت کو ہمجولیوں کے ساتھ نکلے ہین — پڑے ہیں رخ پہ گیسو جا رہے ہین سنبلستان مین
جو ہمسن ہین وہ اڑاے گرد لوٹین ہاتھ بھرتے ہین — جو کمسن ہین وہ جگنون باندھتے پھرتے ہین دامن مین
کوئی گل چنکے کہتا ہے کہ ہم گجرے بنائینگے — کوئی کہتا ہے ہم لیجائینگے گور غریبان مین
کیا ہے رند مشرب شاعرون نے اک طرف مجمع — ہوئی ہے منعقد بزم غزلخوانی گلستان مین
ہم ایسے شاعران مست بھی بیٹھے ہین اک جانب — جلی لکھا ہے جنکا نام فرد مے پرستان مین
ہے زیر بغل مینا مئے اور ہاتھ مین ساغر — چھپائے کارنامہ حال دلکا اپنے دامان مین
خدا چاہے تو اس جلسہ کا میرے سر بندھے سہرا — پڑھونگا وہ غزل جو منتخب ہے میرے دیوان مین

مطلع
ہوانے یہ کیا احسان کہ جاکر انکے ایوانمین — مرا نازک بدن بھر دیا تصویر جانانمین

ارادہ قتل ہی کا ہے تو سوز دلکو تھمنے دو — نہیں پڑ جائینگے چھالے تمھاری تیغ بران مین
دل پر داغ جل اٹھا پڑی داغوں مین جب سوزش — لگادی آگ آخر آتش گل نے گلستان مین
نمایان دست قاتل مین ہوئین رنگ حنا بنکر — غضب کی شوخیان ہین سرخئی خون شہیدان مین
ہم اپنے دلکو یاد مصحف عارض مین کھو بیٹھے — پڑھی یہ خوب فرد اوسی ہماری حفظ قرآن مین
ہلا دیتا ہوں خود زنجیر کی کڑیوں کو ٹھوکر سے — کہ وقت نالہ ہم آواز ہو کوئی تو زندان مین
یہ بیچین ہے کہ خود تو سامنے انکے بیٹھے ہین — مگر تصویر پوشیدہ کئے لیتے ہین دامان مین

حسین وہ لاکھ پردہ مین تو کیا ہم دیکھ ہی لینگے — ہماری آنکھ کے پردے لگے ہین انکے ایوان مین
بہت شہرہ سنا تھا زندگی مین صبح محشر کا — گمایا یاد ہی جو ہو چکا تھا شام ہجران مین
اگر ہم جمع کر سکتے تو ان سے دل بنا لیتے — یہ قطرے جا بجا جو اشک خونی کے ہین دامان مین
ہماری اشک ریزی پر وہ ہنستے ہین شکایت کیا — خدا نے ربط پیدا کر دیا ہے برق و باران مین
پہونچتے ہی مژہ تک اشک گر جاتا ہے آنکھوں سے — نگاہون پر جو چڑھے کیا مجال ہو جس دُر غلطان مین
بس اے ناظم اندھیرا ہو گیا صحن گلستان مین — غزل کو ختم کر اب چل ذرا گور غریبان مین
حسینوں نے بھی ڈیرے اٹھائے گلشن مین اکباری — وہان تصویر عبرت کھنچ گئی چشم حیران مین
چنے لیتا ہے کوئی پھول تربت کے بھی شوخی سے — ہوا دیتا ہے دامن سے کوئی شمع فروزان مین
کوئی پہچانتا پھرتا ہے ذرے خاک عاشق کے — کوئی دل ڈھونڈھتا پھرتا ہے اجزائے پریشان مین
ذرا حسرت سے رو کر قبر عاشق پر یہ کہتا ہے — بس اب اٹھ تیری صورت پھر رہی ہے چشم گریان مین
ہوائے روزن تربت سے شمع کشتہ جل اٹھی — ابھی تک ہے اثر باقی تیری آہ سوزان مین
خفا مجھسے نہو جو کچھ ہوا بیچین کی وہ ضد تھی — ندامت سے سر اپنا تو ڈالے ہون گریبان مین
تڑپنا تیرا شام ہجر مین جب یاد آتا ہے — تو شانہ بھی نہین کرتے ہین ہم زلف پریشان مین
تجھے کچھ وہم بھی آتا نہین اتنا تو کہہ منہ سے — کہ دونون وقت ملتے آئے کیون گور غریبان مین
بہت سویا ذرا اب اٹھکے دیکھ اس رات کا منظر — چراغان ہو رہا ہے خیمہ گردون گردان مین
شب آدینہ کہتے ہین جسے وہ ابھی غضب ہے — سویدا بنگئی ہے جو کہ قلب ماہ شعبان مین
وہ شب زلف زلیخا کی سیاہی جس سے شرمائے — وہ شب کاجل لگا آئے جو چشم ماہ کنعان مین
کبھی پڑھکر نظیر کا کل محبوب بنتی ہے — سمٹکر خال بنتی ہے کبھی رخسار خوبان مین

جلائیگا دم رفتار جو مُردونکو ٹھوکر سے
ولادت آج ہی کی شب ہے شکل بزم امکان نہین

ابھی ہلکا سا پردہ ہے اگر تو چل تو دکھلادون
چمک ماہ امامت کی شب زلف پریشان نہین

نگہبان ہو نے تجھکو تو بے حس کردیا ہوگا
نہوگی قوت جنبش بھی تیرے جسم بیجان نہین

ہم اچھا اک غزل پڑھکر طبیعت تیری بہلا دین
وہ مطلع سن کہ جو ڈوبا ہوا ہو رنگ عرفان نہین

مطلع

ارے او منھ چھپانیوالے گیسوئے پریشان نہین
نکل آ سامنے اب کچھ نہین بیمار ہجران نہین

ابھرتی ہی نہین تا دیر اب ڈوبی ہوئی نبضین
یہ حالت ہو گئی ہے انتظار دید جانان نہین

ہوئے ہین چارہ گر بیدست و پا کچھ بن نہین پڑتا
کہ اب پھنسنے لگا پانی کے قطرے بھی رگ جان نہین

اگر کچھ ہوش آتا ہے تو یہ گھبرا کے کہتا ہے
کہ کتنی دیر اب باقی ہے صبح شام ہجران نہین

غم فرقت مین رونے سے کوئی گر منع کرتا ہے
تو موج مین ملتا ہے بحر ابیض چشم گریان نہین

نصیحت کوئی کرتا ہے تو برہم ہو کے کہتا ہے
نہ مانونگا نہ مانونگا مین جب تک جان ہے جان نہین

اجی ہان ٹھوکرین کھایا کرینگے ہم تمھارا کیا
پڑے آئے نہ جانے دینے والے کوئے جانان نہین

مجھے کیا ہوش مین لاؤگے تم خود ہوش مین آؤ
مین ہون مخمور عشق حضرت مہدی دوران نہین

مطلع

چلو اے واعظو دل نذر دربار جانان نہین
محبت اُنکی شامل ہوگئی اجزائے ایمان نہین

دل آیا شاہد اسلام کا بچپن کی صورت پر
جوانی کی ادائین مل گئین مذہب کے ارکان نہین

وہ ہے محفوظ لوح دل پہ جو سر امامت ہے
جو کہہ ڈالا ہے لوگونسے وہ آیات قرآن نہین

وہ ابھرا مصحف عارض پہ خط بنکر جواب اسکا
عریضہ بھیجے اک ڈالا تھا چاہ زنخدان نہین

شب میلاد اٹھی نور خدا اور چاند مین دیکھا
نہین ہرگز یہ بات آنکھکے قابل عقل انسان نہین

بطور یادگار مہدی دین صبح فطرت نے
شب میلاد کا فوٹو لیا ہے ماہ تابان نہین

تمت

قطعۂ تاریخ طبع کتاب

از نتائج افکار لسان الملک مداح آل محمد جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

کیا ہی دلکش چھپا علامۂ ناظم کا کلام
جس کا ہر شعر ہے زیب نظر بزم افروز

نقد دل لیکے خریدار گھرون سے نکلے
دفعتہً پھیل گئی جب خبر بزم افروز

کیون نہون مدح ائمہ مین قصائد مقبول
نکتے نکتے سے عیان ہے اثر بزم افروز

ہین باہم شعر نہین یون مصرع اول و دوم
ایک ہے صورت دل ایک جگر بزم افروز

کلک محشر نے رقم کردیا یون طبع کا سال
"در منظوم" ہے سلک گہر بزم افروز

سنہ ۱۹۳۳ء

قطعۂ تاریخ ترتیب قصائد

از نتائج افکار ممتاز الشعراء فخر الادباء جناب سید محمد جعفر رضا قدسی صاحب قدسی

کامل دہر جناب ناظم — فاضل عصر و فقیہ و عالم

مجد دین فرد شرف بین یکتا — آفتاب فلک عز و علا

رکن دین زینت بزم ارشاد — نقطۂ مرکز حق روح رشاد

بانی معنی گرہ قصائد جنکے — انکی توصیف ہو ممکن کس سے

لفظ میں جلوۂ عرفانی ہے — جو قصیدہ ہے وہ نورانی ہے

حضرت شمس نے یہ مجموعہ — ذوق فطری سے مرتب جو کیا

بڑھ گئی اور بھی اسکی زینت — آگئی شمس کی نورانیت

سرفگندہ ہے قلم اے قدسی — وصف کیونکر ہو رقم اے قدسی

لکھدو تاریخ کا مصرع لکھدو

"در منظوم" کا جلوہ دیکھو

سنہ ۱۳۵۰ھ

[illegible]

[illegible]

مطبوعہ یوسفی پریس فرنگی محل لکھنو